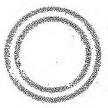
ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

پاکستان

الصلوٰۃ معراج المومنین



ہے یہ ارشادِ محمد مصطفےٰ صلی علےٰ

ہر نمازی بالیقیں رکھتا ہے سر پر تاجِ حق

دل اگر ہو آئینہ عکسِ رُخِ محبوب کا

ہیں نمازیں مومنوں کے واسطے معراجِ حق

• آزاد شیرازی

مطبوعات انجمن خدام الدین

شیرانوالہ دروازہ لاہور ــــ فون نمبر: ۶۷۵۴۵

بانی

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

رئیس الادارہ:

جانشین شیخ التفسیر

مولانا عبید اللہ انور

امیر انجمن خدام الدین لاہور

ایڈیٹر:

مجاہد الحسینی

بدل اشتراک

سالانہ ــــ ۱۶ روپے

ششماہی ــــ ۹ روپے

سہ ماہی ــــ ۵ روپے

غیر ممالک

سعودی عرب:

سالانہ ہوائی جہاز ــــ ۵۰ روپے

بحری جہاز ــــ ۲۵ روپے

انگلینڈ:

سالانہ ہوائی جہاز ــــ ۶۸ روپے

بحری جہاز ــــ ۳۶ روپے

فی شمارہ ۳۵ پیسے

۲۱ رجب المرجب ۱۳۹۲ھ — یکم ستمبر ۱۹۷۲ء

علم الحدیث

۱- حق تعالیٰ کا ارشاد ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (تو نہیں آپ کے رب کی قسم نہیں لوگ ایماندار ہو سکتے جب تک کہ باہم اختلاف میں آپ کو حاکم نہ بنالیں۔ پھر آپ جو فیصلہ دیں اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور پوری طرح اس کو مان نہ لیں) لہذا حضور کا فرمایا ہوا نہ ماننا۔ اس سے دل میں تنگی پانا اور فرمانبرداری نہ کرنا ایمان کے خلاف طریقہ ہے۔

۲- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو) حضور کے حکم ماننے کا حکم ہے۔ یہ فرض ہے اس کے خلاف کرنا حرام ہے۔

۳- وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ (ہم نے رسول اسی واسطے بھیجے ہیں کہ خدا کے حکم کی وجہ سے ان کی اطاعت کی جائے) خدا تعالیٰ کا حکم ہی ہر رسول کی فرمانبرداری کا ہے۔

۴- وَمَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ (اور جس نے رسول کی فرمانبرداری کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری خدا کی فرمانبرداری ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ رسول کی نافرمانی خدا تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔

۵- فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ (تم اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لاؤ) جیسے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا فرض ان کے ارشادات کا ماننا فرض تعمیل کرنا فرض۔ اسی طرح رسول پر ایمان تسلیم و تعمیل فرض۔

۶- وَمَا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (اور ہم نے صرف اسی لئے قرآن مجید آپ پر نازل کیا ہے کہ ان احکام کو جو لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں کھول کھول بیان کر دیں) لہذا حضور کے بیانات سے ہی قرآنی احکامات کی وضاحت ہے اور وہی وضاحت خود قرآن کا حکم ہے اس سے منہ پھیرنا قرآن سے منہ پھیرنا ہے نماز کا حکم اور پھر حضور کی قولی و فعلی توضیحات وغیرہ۔

۷- مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا- جو کچھ تم کو رسول دیں لے لو جس سے روکیں رک جاؤ چاہے مال ہو یا حکم۔

۸- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسول میں عمدہ نمونہ ہے) اس لئے حضور کے ہر فعل تک کا اتباع لازمی ہے۔

اور یہ احکام قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے ہیں اور خدا تعالیٰ کو علم ہے کہ آخر زمانہ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال افعال کس کس طرح پہنچیں گے۔ پھر بھی تمام مسلمانوں پر فرض قرار دینا اس کی دلیل ہے کہ جس جس طرح بھی ان تک پہنچ رہے ہیں ان پر ان کی تعمیل فرض و لازم ہے۔

مفہوم و اقسام مع احکام

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اور فعل اور تقریر یعنی کسی کام کو ہوتے دیکھ کر منع نہ فرمانا حدیث یا خبر یا سنت ہے کیونکہ حضور کا منع نہ فرمانا جواز کی دلیل ہے ورنہ منصب تبلیغ کے خلاف ہو گا۔ اور تبعاً حضرات صحابہؓ و تابعین کا بھی قول و فعل و تقریر حدیث شمار کر کے ذکر کیا جاتا ہے بعد میں درجہ بدرجہ وہی دلیل ہیں۔

چونکہ یہ ارشادات و افعال و تقریرات سب نقلی ہیں اور دنیا بھر میں نقلی امور کے ایسے ثبوت کے لئے ایسی پختہ دلیل جس میں کوئی شک و شبہ نہ ہو سکے صرف ایک ہی دلیل ہے۔ تواتر یعنی اول سے آخر تک اس کو بیان کرنے والے ہر ہر زمانہ میں اس قدر کثیر تعداد میں ہوں کہ عقل ان کے جھوٹا ہونے کو محال سمجھے ان تمام شہروں حکومتوں اور ایجادات وغیرہ کا یقین جن کو ہم نے نہیں دیکھا ہے۔ مگر ابتدا سے اب تک ان کو بے انتہا نقل کرنے والے ہیں ہر شخص کو اسی دلیل سے حاصل ہے اور کوئی فرد بشر اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ ساری دنیا اس کو یقینی وصل مانتی ہے بلکہ یہی کا انکار کرنا خود اس کی بے عقلی کی دلیل ہو جاتا ہے۔

جو حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح سے نقل ہو کر آتی ہے وہ متواتر ہے اس کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل یا تقریر ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا لہذا آیات مذکورہ بالا سے اس پر عمل کرنا فرض ہے خلاف کرنا فسق و فجور اور اس کا انکار کرنا یا اس کو دلیل نہ ماننا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

جو حدیث صحابہ میں تو اس قدر تعداد سے نہیں مگر تابعین سے آج تک اسی قدر راویوں سے آرہی ہے وہ حدیث مشہور کہلاتی ہے چونکہ باتفاق امت حضرات صحابہ سب کے سب معتبر ہیں اور قرآن و حدیث نے ان کے معتبر ہونے پر مہر لگا دی ہے اس لئے اس حدیث کا درجہ بھی حدیث متواتر کی طرح ہے۔ کہ عمل فرض اور انکار کفر ہے ان دونوں میں راویوں کے صحیح و ضعیف ہونے سے بحث نہیں کی جاتی کیونکہ اس قدر کثیر تعداد میں تو ہر قسم کے ہی راوی ہوتے ہیں اور ساری دنیا کا تسلیم شدہ ہے کہ اس قدر کی بات یقینی ہی ہوتی ہے۔ گو کوئی کوئی ناقابل اعتبار بھی ہو جبکہ خود معتبر لوگ بے انتہا ہیں اس لئے کسی ایک راوی کی کمزوری کا اثر اس پر نہیں آ سکتا۔

اگر راویوں کے سلسلہ میں کہیں صرف دو دو ہی رہ جائیں تو وہ عزیز اور کہیں ایک ہی رہ جائے تو وہ غریب کہلاتی ہے اور یہ دونوں خبر واحد ہیں جن پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے اگر صحیح ہوں: اب راویوں کو دیکھنا ہو گا اگر حدیث کے سب راوی عادل یعنی کبیرہ گناہوں سے اور سبکی کی حرکتوں سے پاک اور پورے ضبط و حفظ رکھنے والے ہوں کہ جب پوچھا جائے فوراً بتا سکتے ہوں یا لکھ رکھنے والے ہوں ان میں یہ سند مسلسل متصل ہو کہ درمیان میں کوئی رہا ہوا نہ ہو اور شاذ یعنی تنہا ہوتے ہوئے اپنے سے زیادہ معتبر کی حدیث کے خلاف نہ بیان کرتا ہو تو یہ حدیث صحیح ہے۔

اگر ان پانچوں شرطوں میں سے ہر شرط پوری کامل پائی جاتی ہے تو وہ صحیح لذاتہ ہے۔ اور اگر کچھ کمی ہے تو پھر اگر یہ کمی دوسری سندوں سے روایت ہونے کی وجہ سے مکافات پاگئی ہے تو صحیح لغیرہ ہو گی۔ اگر صرف حافظہ کی کمی تھی اور سب شرطیں کامل ہیں تو حسن لذاتہ ہے اور اگر

(باقی ص۱۹ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدام الدین

۲۱ رجب المرجب ۱۳۹۲ھ
یکم ستمبر ۱۹۷۲ء

جلد ۱۸ | شمارہ ۱۴

مندرجات

رئیس الادارہ
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
مجاہد الحسینی

طباعت و اشاعت کے نئے ادارے کی ضرورت

کیا مذہبی و دینی حلقے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کریں گے؟

قیام پاکستان کے بعد مسلم قوم نے زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق شعبہ جات میں خوب ترقی کی ہے بڑی بڑی ملیں اور کارخانے قائم ہو گئے، تجارت کی مارکیٹوں اور زراعت کے وسیع و عریض فارم معرض وجود میں آگئے، فلک بوس عمارتوں نے سر بلند کر لئے، عیش و نشاط کے رنگا رنگ ساز و سامان سے آراستہ کوٹھیوں پر مشتمل کئی کالونیاں بن گئیں ——— فلمی اخبارات و رسائل اور فحش لٹریچر "حشرات الارض" کی طرح نمودار ہو گئے۔ کفر و باطل کی تبلیغ و اشاعت کے بڑے بڑے جماعتی و اشاعتی ادارے قائم ہو گئے۔ غرضیکہ اس ملک میں سب کچھ ہو گیا۔ لیکن ۲۵ برس کی طویل مدت میں صحیح الفکر دینی حلقوں اور اہل حق علماء کرام کی جانب سے ایسا کوئی مرکز قائم نہ ہو سکا۔ جو طباعت و اشاعت کے اعتبار سے اپنا ایک بلند معیار رکھتا ہو اور اس کی خدمات کی ایک مثال قائم ہو گئی ہو۔ ! ہمیں اس امر کے اعتراف میں ذرہ برابر تامل نہیں کہ بعض اداروں نے انفرادی طور سے لائق صد تحسین خدمات انجام دی ہیں اور ان کے زیر اہتمام جزوی اعتبار سے ایسے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے جا چکے ہیں اور اب بھی دیئے جا رہے ہیں کہ مورخ انہیں کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔

مثلاً "خدام الدین" ہی کو لیجئے۔ ! ایک انجمن نے حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی زیر قیادت ایسی ایسی مطبوعات پیش کی ہیں کہ بڑے بڑے اجتماعی مراکز اور جماعتیں ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ ! ہفت روزہ "خدام الدین" بھی حضرت شیخ لاہوریؒ کے اس گلشن صدا بہاری کا ایک پھول ہے، جس عطر بیزیوں اور مہک آفرینیوں سے پوری فضا معطر ہے۔ !

بایں ہمہ یہ احساس شدید تر ہو رہا ہے کہ ایسی خدمات کسی جماعت کے وسیع مقاصد کی تکمیل کے لئے انجام پاتیں تو اس کے ثمرات و نتائج بھی عظیم تر ہوتے، ہفت روزہ خدام الدین اور ترجمان اسلام، جرائد و رسائل میں سے انوار مدینہ، الحق، بینات اور دیگر ایسے ماہانہ رسالے جو اسلام کے صحیح عقائد و نظریات کی اشاعت کا فریضہ ادا کر رہے ہیں وہ منافع کی بنیاد پر نہیں بلکہ خسارے کے ساتھ چل رہے ہیں۔ کیونکہ فحش اور فلمی اشتہارات سے ان کے دامن پاک ہیں۔ اور بڑے بڑے کاروباری ادارے اس قسم کے مذہبی و دینی رسالوں میں اپنے اشتہارات کی اشاعت کو فیشن کیخلاف سمجھتے ہیں، خواہ ان رسالوں کی اشاعت دیگر رسائل سے بہت زیادہ اور ان کا معیار طباعت و اشاعت بلند تر کیوں نہ ہو ——— اور حکومت کے اشتہارات سے محرومی اس پر مستزاد۔

ایسے ناگفتہ بہ ماحول اور حالات میں ضرورت ہے کہ دینی حلقے بالعموم اور

جمعیت علماء اسلام بالخصوص طباعت واشاعت کا ایک بڑا مرکز قائم کرنے کا جلد عملی قدم اٹھائے جس کے زیر اہتمام روزانہ اخبار کے علاوہ ندوۃ المصنفین اور دار المصنفین کے طرز پر اعلیٰ معیار کی مطبوعات پیش کی جاسکیں۔

دینی حلقوں نے اگر اس اہم وقتی ضرورت اور عصری تقاضے کو پورا نہ کیا تو اس امر کا شکوہ فضول ہے کہ ہمارے نوجوان ذہنی اور فکری اعتبار سے ملحد بنتے جا رہے ہیں۔ اور باطل عقائد ونظریات کا خوب صورت لٹریچر نئی نسل کو اسلام سے برگشتہ کر رہا ہے

اس سلسلہ میں جو حضرات عملی قدم اٹھانا چاہیں اور ان تجاویز کی تکمیل کے لئے ان کے ذہن میں کوئی مفید خاکہ موجود ہو تو براہِ کرم وہ ادارہ خدام الدین کو اپنے خیالاتِ عالیہ سے مطلع کریں تاکہ ان کی روشنی میں فیصلہ کیا جاسکے۔

ہمیں دینی حلقوں کے اضطراب کا شدید احساس ہے اور یہ معروضات بھی اسی سلسلہ میں پیش کی گئی ہیں۔ ہمیں پوری توقع ہے کہ دینی اور مذہبی حلقے اسلام کی سربلندی اور صحیح عقائد ونظریات کی اشاعت کے لئے جدید ترین مشینری پر مشتمل پرنٹنگ پریس کی تنصیب، اور روزانہ اخبار کے اجراء کے سلسلہ میں بھرپور مالی اور عملی تعاون کریں گے!

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس نیک کام کی توفیق عطا فرمائے اور اسے موجب خیر وبرکت بنائے۔!

مراسلہ

بَیِّنُوا وَتُوجِرُوا

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب! سلام مسنون

دنیا مسائل کا گھر ہے یہاں مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں اور بلاشبہ اسلام نے ہر مسئلہ کا مناسب اور بہترین حل پیش کیا ہے۔ آج کے اخبارات میں میرے لیے ایک نئی بات دیکھنے میں آئی ہے۔ میرے سامنے مورخہ ۲۲ اگست کا امروز ہے جس میں برازیل کی ایک خبر مع تصویر شائع ہوئی ہے۔ خبر یوں ہے:

"برازیل کے شہر سالویڈر میں یہ دو جڑواں بہنیں جن کے دھڑ دو ہیں اور نچلا حصہ ایک ہے تیرہ سال قبل پیدا ہوئی تھیں۔ یہ دونوں اس اذیت ناک صورت حال کے باوجود ایک دوسرے سے اس قدر محبت کرنے لگی ہیں کہ وہ یہ تک نہیں چاہتیں کہ سرجری کے عمل سے الگ الگ وجود کی حامل ہو جائیں۔ یہ دونوں بہنیں شکل وصورت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ان کے ذہن بھی مختلف ہیں یہ باقاعدہ سکول میں پڑھ رہی ہیں۔ اب یہ شادی کے بارے میں سوچ رہی ہیں لیکن انہیں ایک ہی شوہر منتخب کرنا پڑیگا"

اگر یہ صورتِ حال ہمارے ہاں در پیش ہو تو اسلام کیا رہنمائی کرتا ہے جبکہ دو بہنیں ایک نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں اور مولانا مودودی جواز کے قائل ہیں وضاحت فرمائیں (حافظ محمد صادق لائلپور)

آئندہ اشاعت میں ایڈیٹر خدام الدین مولانا مجاہد الحسینی کے قلم سے جواب ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

شبِ معراج

آج کی شب سرورِ لولاک پہنچے عرش پر
منبع وسرچشمۂ ادراک پہنچے عرش پر

آج کی شب رحمتِ حق کے تجلّی زار میں
ظاہر وباطن کے نورِ پاک پہنچے عرش پر

آج کی شب ساکنانِ عرش کی قسمت کھلی
شاہِ آب وبادونار وخاک پہنچے عرش پر

عقل کی آنکھوں نے دیکھا یہ بھی منظر عشق کا
اک بشر لے کر دلِ بے باک پہنچے عرش پر

تھا فضا میں مرتعش اک موجۂ سیلابِ نور
جب جنابِ سرورِ لولاک پہنچے عرش پر

کون کہہ سکتا ہے حسن وعشق کا یہ ماجرا
کب بشر کی جرأتِ چالاک پہنچے عرش پر

سرورِ کونین کی رحمت کا لے کر آسرا
کیا عجب گر دیدۂ نمناک پہنچے عرش پر

• آزاد شیرازی

وزیر اعلیٰ سرحد

مولانا مفتی محمود سرگودھا تشریف لا رہے ہیں

سرگودھا جمعیۃ علماء اسلام کے آفس سیکرٹری مولانا حافظ محمد صادق نے بتایا ہے کہ مفکر اسلام قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ ۹ ستمبر کو سرگودھا تشریف لا رہے ہیں

سرحد کے درویش وزیر اعلیٰ اور قائد جمعیت

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب سے ایک ملاقات

انٹرویو: اشرف ہاشمی نمائندہ حریت

قیمت: ۱۰ پیسے

ملنے کا پتہ: حافظ محمد صادق دفتر جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا

۱۸ اگست ۱۹۷۲ء
اجتماع جمعۃ المبارک

کامیابی کے چار اصول

ایمان، عمل صالح، حق اور صبر کی تلقین

قرآنی اصولوں کو نظر انداز کرنیوالی قومیں کبھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتیں

رپورٹ: عبدالرشید انصاری

جامع مسجد شیرانوالہ میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور کا خطاب

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ امابعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرحیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

زمانہ کی قسم ہے بیشک انسان گھاٹے میں ہے۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور حق پر قائم رہنے کی اور صبر کی آپس میں وصیت کرتے رہے۔

"والعصر" سے بعض مفسرین نے زمانہ مراد لیا ہے اور بعض نے وقت عصر۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ کو عروج وکمال حاصل کرنے کے اصول بتلا دیئے اور فرمایا کہ "تاریخ ایام اور عمرِ زمانہ" گواہ ہے کہ آج تک دنیا میں بڑی سے بڑی جس کسی قوم وجماعت نے بھی ان اصولوں سے منہ پھیرا اور کوئی دوسری راہ اپنائی وہ گھاٹے اور خسارے میں ہی رہی ذلت وناکامی اس کا مقدر بن گئی اور تباہ وبربادی سے پھر اسے کوئی نہ بچا سکا۔

اس لیے اے افرادِ اُمتِ مسلمہ تم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں سورۃ العصر میں بیان کیے گئے ان چار اصولوں کو نافذ کرو تاکہ تمہیں اپنے مقاصدِ اعلیٰ میں کامیابی نصیب ہو اور دنیا وآخرت میں سرخروئی اور وقار میسر آسکے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ العصر میں بیان کیے گئے ان اصولوں کو "اقوام عالم کی کامیابی کے اصول اربعہ" سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ زمانہ گواہ ہے کہ انسان نے ہمیشہ نقصان اٹھایا۔ لیکن ان اصول اربعہ کے پابند ہمیشہ کامیاب ہوئے حقیقت یہ ہے کہ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن کا خلاصہ بیان فرما دیا ہے یہ سورۃ قرآن پاک کی ان سورتوں اور آیات میں سے ہے جو ضرب المثال کی حیثیت رکھتی ہیں۔ قرآن کریم ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کم وبیش جتنے پیغمبر دنیا میں تشریف لائے سب کی تعلیمات کا نچوڑ ہے اور والعصر جیسی سورتیں پورے قرآن کا خلاصہ ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر قرآن میں سے صرف یہی ایک سورۃ نازل کر دی جاتی تو (سمجھدار بندوں کی) ہدایت کے لیے کافی تھی۔

عصر کے متعلق حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحؒ فرماتے ہیں:

عصر زمانہ کو کہتے ہیں یعنی قسم ہے زمانہ کی جس میں انسان کی عمر بھی داخل ہے جسے تحصیل کمالات وسعادات کے لیے ایک متاع گرانمایہ سمجھنا چاہیئے یا قسم ہے نماز عصر کے وقت کی جو کاروباری دنیا میں خاص مشغولیت اور شرعی نقطہ نظر سے نہایت فضیلت کا وقت ہے (حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ جس کی نماز عصر فوت ہوگئی گویا اس کا سب گھربار لٹ گیا)، یا قسم ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کی جس میں رسالت عظمیٰ اور خلافت کبریٰ کا نور اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ چمکا۔ اور اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ کی تشریح میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحؒ نے لکھا ہے۔

زمانہ کی تاریخ پڑھ جاؤ اور خود اپنی زندگی کے واقعات پر غور کرو تو ادنیٰ غور وفکر سے ثابت ہو جائے گا کہ جن لوگوں نے انجام بینی سے کام نہ لیا اور مستقبل سے بے پرواہ ہو کر محض خالی لذتوں میں وقت گزار دیا وہ آخر کار کس طرح ناکام ونامراد بلکہ تباہ وبرباد ہو کر رہے۔

سورۃ العصر اور اسلاف کا طرزِ عمل

اس سورت کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اکابرین اسلام اور بزرگانِ سلف کے دور میں جب دو مسلمان آپس میں ملاقات کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہونے لگتے تو ایک دوسرے کو سورہ عصر سنایا کرتے تھے تاکہ اپنے فرائض کی ادائیگی کا پورا پورا دھیان رہے۔

سورۃ العصر میں قوموں کے عروج اور ارتقاء کا پہلا اصول "ایمان" بتایا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے دل ودماغ کی تمام گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ پر اس کے حکموں کی صداقت وحقانیت پر اور اس کے حکم کے مطابق تمام انبیاء ومرسلین اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے علاوہ تمام فرشتوں پر اور آخرت کے دن پر اور اس کی تمام کتابوں پر ایمان لائے ایسا ایمان جو پختہ ہو جس میں کسی شک وشبہ کی خلش تک نہ ہو اگر ایمان کو خدشات اور بے یقینی کا روگ لگ گیا تو کامیابی کی راہ پہ قدم رکھنا بھی نصیب نہ ہوگا۔

دوسرا اصول کامیابی حاصل کرنے کے لیے "عمل الصلحٰت" کی انجام دہی بیان کیا گیا ہے یعنی ہر فعل اور ہر کام انجام دینے کے لیے وہ طریقہ اختیار کیا جائے جو صحیح ہے اور یہ وہی طریقہ ہو سکتا ہے جو اللہ کے رسول نے اختیار کیا اور جس کے اختیار کرنے کا آپ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا ہو وہی عمل صالح کہلائے گا اور اسی کو بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت حاصل ہو سکتا ہے

اللہ تعالیٰ کی رضا اور دنیا وآخرت میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے دین کا تصور کر لینا احکام شریعت پر ایمان لے آنا اور ان کی صداقت کا صرف یقین کر لینا کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ایمان ویقین کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے عمل بھی ضروری ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

حق کی وصیت کرنا

تیسری شرط کامیابی سے ہمکنار ہونے کے لیے "تواصی حق" بتائی گئی ہے یعنی جس راستہ کو ہم خدائی طریقہ اور کامیابی تک پہنچانے والا راستہ یقین کر کے اس پر چل رہے ہیں دوسروں کو بھی اس حق وصداقت کی راہ پر چلنے کی وصیت کی جائے اس کے حق اور سچ ہونے کا اعلان کیا جائے۔ اعلائے کلمۃ الحق کے لیے تمام وسائل اور تمام قوتیں بروئے کار لائی جائیں نوع انسانی کو دوسرے راستوں کے باطل وناحق ہونے اور ان میں پیش آنے والی تباہی وناکامی سے آگاہ کیا جائے یعنی یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کی ہر پکار پر لبیک کہا جائے۔

جو شخص اور جو قوم وملت کامیابی کی تلاش اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے ان تین شرائط اور تین اصولوں کی بجا آوری میں پوری اترے اسے بھی تحصیل مقصد کی ضمانت نہیں مل سکتی جب تک کہ وہ ایک آخری اور چوتھی شرط پوری کرنے کا یقین نہ دلائے اور خود کو اس کے لیے آمادہ نہ کر لے۔ قرآن کریم نے اس چوتھی شرط کا نام "تواصی بالصبر" رکھا ہے یعنی ایمان ویقین، عمل وکردار اور حق گوئی دنیا کی کٹھن اور پر مصائب لیکن بالآخر خوشیوں سے واصل کرانے والے راستے کے مسافروں کو چاہیئے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو صبر کی تلقین اور وصیت کریں۔ جب سچی بات کہی جائے گی تو اہل کذب راستہ کا کانٹا بنیں گے۔ جب خدا کے دین کے برحق ہونے کا اعلان کیا جائے گا تو خدا کے باغی برافروختہ ہوں گے اور جب مظلوموں کی تائید وحمایت میں جور وستم کے خلاف آواز بلند کی جائے گی تو ابلیسی قوتیں (باقی صفحہ [illegible] پر)

عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکی و مدنی

کے دو مکتوبات کا خلاصہ!

حضرت مولانا موصوف شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر تھے۔ جو ۱۹۱۶ء میں بمقام دہلی پیدا ہوئے اور ۲ جولائی ۱۹۷۲ء کو مکہ معظمہ میں رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے ۱۹۴۸ء میں ہجرت کی تھی اور مسلسل ۲۴ سال مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں ایام زندگی محبتِ الٰہی اور عشقِ رسولؐ میں گذارے اور آپ کی تمنا یہی تھی کہ میرا وصال بھی اسی سرزمین مقدسہ میں ہو۔ بحمداللہ آپ کی آرزو خداوند عزّوجلّ نے پوری کر دی۔

۲۴ سالہ ہجرت کے دوران میں متعدد ایسے واقعات پیش آتے رہے جس سے آپ کی لاہور میں حاضری لازمی تھی مگر آپ نے اپنے والد بزرگوار اور والدہ محترمہ اور برادرانِ عزیز و دیگر اقرباء کو رسولِ پاکؐ کی محبت پر قربان کر دیا۔ آپ کے مکتوبات ۲۵ جنوری ۱۹۶۳ء اور ۲۹ نومبر ۱۹۶۳ء و دیگر مواقع پر ہفت روزہ خدام الدین میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ حضرت شیخ التفسیرؒ کی رحلت پر ۱۹۶۲ء میں آپ کی لاہور میں تشریف آوری کے لیے اپنے والد مرحوم و مغفور کی جانشینی کے لیے اشد ضرورت محسوس کی گئی۔ مگر آپ مقامات مقدسہ کو چھوڑنے کے لیے ہرگز تیار نہ ہوئے۔ آپ خود لاہور تشریف نہیں لائے بلکہ اپنے والدین بزرگوار اور اقرباء کو وہاں ہی بلاتے رہے۔

آپ سے بندہ کی پہلی ملاقات مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ میں ۱۹۵۳ء میں ہوئی جب کہ آپ روزانہ درس قرآن بعد از نماز فجر دیا کرتے تھے اور اہل پنجاب بالخصوص آپ کے درس سے مستفید ہوتے تھے۔ بعد از درس دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ حضرت شیخ التفسیر لاہوریؒ کے صاحبزادے ہیں۔ پھر اسی سال مدینہ منورہ میں بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہونے کا موقعہ ملتا رہا۔

آپ نے ۲۵ دسمبر ۱۹۶۲ء کے خط میں تحریر فرمایا کہ "حکیم علی احمد صاحب نیر واسطی مجھ کو تلاش کرتے ہوئے میری قیام گاہ پر پہنچے اور انہوں نے مجھے لاہوری احباب کا پیغام پہنچایا کہ اس وقت آپ کا لاہور میں ہونا نہایت ضروری ہے"۔ میں نے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے جو وجدان سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ استدلالی چیز نہیں۔ مجھ کو مدینہ منورہ کے قیام میں جو روحانی سرور و نشاط، جو قلبی سکون و طمانیت میسر ہے اور جو عبادات کی توفیق من جانب اللہ حاصل ہے۔ دنیا کی سب نعمتوں کو اس پر قربان کر سکتا ہوں۔ لیکن اس روحانی سرور و نشاط اور اس قلبی سکون و طمانیت کو دنیا کی کسی نعمت پر قربان نہیں کر سکتا۔ میرے دل کی یہی پیاس ہے کہ بقیۃ العمر اللہ تبارک و تعالیٰ حسن ادب پر قائم رہتے ہوئے مدینہ منورہ ہی قیام کا شرف بخشتے۔ اور اس شرف سے محروم نہ فرمائے۔

لاہور میں میرے دو بھائی ہیں ان کے لیے دعائے خیر کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے غیب کے فیض سے ان کی تائید و نصرت فرمائے۔ اور وہ ابا جان رحمۃ اللہ علیہ کی مسند پر بیٹھ کر رشد و ہدایت کے اس سلسلہ کو جاری رکھ سکیں۔ آمین

خلاصہ مکتوب محررہ ۷ نومبر ۱۹۶۳ء شائع شدہ ہفت روزہ خدام الدین ۲۹ نومبر ۱۹۶۳ء

"عرصہ ہوا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ لاہور مسجد لائن سبحان خاں اندرون شیرانوالہ دروازہ میں گیا ہوں اور میں مسجد کے حوض کے ایک حصہ پر کھڑا ہوں۔ کچھ لوگ وضو کر رہے ہیں اور کچھ سنتیں پڑھ رہے ہیں۔ سورج اپنی پوری تابانی پر ہے۔ افق پر کسی قسم کا بادل یا غبار نہیں ہے کیا دیکھتا ہوں کہ یکایک سورج کو گرہن لگ گیا۔ لوگ نہایت ہی خوفزدہ دل شکستہ اور سخت پریشانی کی حالت میں بھاگنے لگے۔ اسی قلق و اضطراب میں میری آنکھ کھل گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابا جان کا وصال ہو گیا۔

اب قریب ایام میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ نہایت ہی پُر بہار موسم ہے۔ چاند کی چاندنی خوب بہار دکھا رہی ہے۔ سرور و طمانیت کی بڑی ہی دلکش فضا میں تاثیر ہے۔ عجیب رونق و شادمانی ہے کہ یکایک چاند زمین پر گرا اور گرتے ہی غائب ہو گیا۔ تمام رات یکایک تاریک ہو گئی۔ سخت پریشانی کی حالت میں میری آنکھ کھل گئی۔ فوراً سمجھا کہ مرحومہ و مغفورہ والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو اس حادثۂ المیہ کی اطلاع دی جاتی ہے۔ بعد میں اعزہ کے خطوط سے اس امر کی تصدیق ہو گئی۔

مرحوم و مغفور قبلہ ابا جان رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اوقات دینی خدماتِ جلیلہ میں مشغول تھے۔ اس لیے ان کی دنیوی معیشت باقاعدہ منظم نہ تھی لیکن وہ قناعت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ والدہ مرحومہ نے تمام حالات میں حق رفاقت نباہا۔ ابا جان فرمایا کرتے تھے کہ دین میں سب سے زیادہ میری مدد تمہاری والدہ نے کی ہے۔ اگر تمہاری والدہ کی طبیعت میں دنیا کی طمع اور حرص ہوتی اور وہ مجھ کو گھر کی ضروریات کے لیے روپیہ پیسہ کے لیے سخت مجبور کرتیں تو میں بھی کہیں نوکری کرتا۔ پھر دینی خدمات تو نہ کر سکتا۔

حضرات! والدین ماجدین مغفورین اپنی اپنی جگہ پر آفتاب اور ماہتاب تھے۔ ان کے نور سے گھر کی آبادی اور روشنی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ٥۔

اسی طرح دیگر مکتوبات کے مضامین بھی رُشد ہدایت اور وجدان سے معمور ہیں۔

اس احقر نے جون ۱۹۷۱ء میں آپ کے نام مدینہ منورہ کے پتہ پر ایک عریضہ دعا کے لیے ارسال کیا جو آپ کو مکہ معظمہ میں پہنچا۔ اس کے جواب میں مکتوب محررہ ۲۸ جولائی ۱۹۷۱ء کو رقمطراز ہیں:۔

"بعد شکریہ یاد آوری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کی تمام تمنائیں دینوی و اخروی پوری ہوں۔ اس بے نیاز کے گھر میں کوئی کمی نہیں۔ کیا یہ کم بندہ نوازی ہے کہ ہم کچھ بھی نہ کریں اور وہ غنی ہم کو نوازتا جائے۔ بندگی اس کی رضا کے لیے ہے نہ کہ نتیجہ کے لیے۔ اس کے علم سے باہر کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت عطا فرمائے اور آپ کا معین و مددگار رہے۔ والسلام۔ آمین"

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت اولاد کا نیک ہونا بھی ہے۔

حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ شیخ التفسیرؒ لاہوریؒ کے فرزند اکبر سعادتمند اور خلیفۂ اعظم ہیں۔ اور زُہد میں یکتائے زمانہ ہیں۔

حضرت مرحوم بہت ہی بڑے بزرگ اور ولی کامل تھے۔ دعا ہے حق تعالیٰ شانہٗ آپ کے درجات کو بلند فرمائیں اور اپنے انعامات خصوصی سے نوازیں اور ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشیں۔ آمین ٥

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں!

بدعہدی کی سزا

لَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہٗ (مشکوٰۃ)

بدعہد انسان دین میں ناقص ہے ٥

عہد کی تکمیل میں جو خام ہے
نیک ہو لیکن برائے نام ہے

★

مشاہیر علمائے سرحد!!

حضرت مولانا عبد الحق صاحب مدظلہ

حافظ قاری فیوض الرحمٰن

شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ ضلع پشاور

آپ اکوڑہ خٹک تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور کے رہنے والے ہیں۔ دار العلوم دیوبند کے فارغ التحصیل عالم ہیں۔ فراغت دیوبند کے بعد ایک عرصہ تک وہاں پڑھا چکے ہیں۔ پھر وطن واپس آئے تو قیام پاکستان کا اعلان ہوا۔ آپ نے اپنے اسی علاقہ میں "دار العلوم حقانیہ" کے نام سے دیوبند کی طرز پر ایک ادارہ کی بنیاد رکھی۔ آپ کے اخلاص کا نتیجہ ہے کہ اب دار العلوم کی عمارت اور مسجد لاکھوں روپوں کی مالیت سے تعمیر ہو گئی ہے۔ اس ادارہ سے تمام تشنگانِ علوم دینیہ سیراب ہوتے ہیں۔ آپ باوجود ضعف اور پیرانہ سالی کے اب بھی پڑھاتے ہیں۔ آپ تقویٰ وطہارت اور صدق وصفا میں ملک بھر میں مشہور ہیں۔ علاقہ میں بھی آپ کو نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے دکھی لوگ آپ کے پاس آ کر اپنے دکھوں کے مداوا کے لئے آپ سے دعائیں کرواتے ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں نوشہرہ کے عام اہل اسلام نے آپ کو قومی اسمبلی کے لئے ممبر منتخب کیا ہے۔

محرم الحرام ۱۹۱۰ء میں بروز اتوار صبح سحری کے وقت اکوڑہ خٹک میں جناب حاجی معروف گل صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ محترم نے آپ کی ولادت کی خوشی میں ایک پرتکلف دعوت دی۔ اور ۱۶، ۱۶ گز کی پگڑیاں تقسیم کیں۔ ½ ۱ سال تک دودھ پیا۔ تین سال کی عمر میں بولنا شروع کیا۔

چار سال، چار ماہ کے ہوئے تو قاعدہ شروع کروایا گیا۔ اس سے قبل آپ اذان اور نماز کی نقلیں کیا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ "سیدہ ریحانہ" فرماتی ہیں کہ ۸ سال کی عمر میں صرف میر یاد کرانے کے لئے ان کے والد صاحب نے انہیں، اکھوڑی ضلع کیمبلپور سفر عام پر روانہ کیا۔ پھر ضلع پشاور کے مولانا کوہستان صاحب جو صرف ونحو کے ایک ممتاز عالم تھے۔ ان سے استفادہ کیا۔ مولانا عبد الجلیل صاحب، اور مولانا غیاث اللہ صاحب آف طور و سے بھی مستفید ہوئے۔ ۱۶ برس کی عمر تک اسی علاقہ میں، ملا حسن تک کتابیں پڑھ لیں۔

اعلیٰ تعلیم کیلئے روانگی

پھر آپ اعلیٰ تعلیم کے لئے ہندوستان تشریف لے گئے اور وہاں مختلف شہروں کے مختلف مدرسوں میں تحصیل علم میں مصروف رہے۔ میرٹھ اور امروہہ میں بھی پڑھتے رہے۔ ۱۳۴۷ھ میں دار العلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ چار سال تک وہاں پڑھتے رہے۔ ۱۳۵۲ھ میں سندِ فراغ حاصل کی۔ ... دار العلوم دیوبند کے زمانہ طالب علمی میں میبذی، اور صدرا پڑھاتے رہے۔ دیوبند میں بخاری وترمذی آپ نے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیضاوی، ہدایہ آخرین، موطا امام مالک حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ سے امور عامہ، شرح اشارات مسلم شریف، توضیح وتلویح، اور مسلم الثبوت، مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاویؒ سے، قاضی، صدرا، شمس بازغہ، طحاوی شریف، شرح عقائد اور رشیدیہ حضرت مولانا رسول خاںؒ ہزارویؒ سے مشکوٰۃ شریف۔ مولانا عبد السمیع صاحب سے جلالین، مولانا نبیہ حسن صاحب سے ابن ماجہ، مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوریؒ سے، اور ابو داؤد شریف، حضرت مولانا میاں اصغر حسین صاحبؒ سے پڑھیں۔ میرٹھ میں مولانا احمد حسن صاحب کانپوری محشی حمد اللہ کے فرزندِ ارجمند مولانا مشتاق احمد صاحب کانپوری صدر مدرس مدرسہ اندر کوٹ سے علمِ فقہ میں ہدایہ اولین پڑھا اور علم ریاضی کی بعض کتابوں کی تحصیل کی۔

آپ کی دار العلوم دیوبند کی سند کا نمبر ۱۷۱۵ ہے۔ اور اس پر تاریخ کا اندراج یوں ہے یکم ۵۳ھ، سند امتحان اور فراغت کے بعد ہی تیار ہوتی ہے۔ شاید اسی وجہ سے اس پر ۱۳۵۳ھ مرقوم ہے۔

تدریسی خدمات

آپ زمانہ طالب علمی میں بھی میبذی اور صدرا وغیرہ کتب پڑھاتے رہے۔ اکابرین دیوبند نے آپ کے مدرس ہونے کی سفارش کی۔ فراغت کے بعد ۱۰ سال تک تمام علوم وفنون کی کتابیں نہایت محنت سے پڑھائیں۔ دس سالہ تدریس کے بعد حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ اور قاری محمد طیب صاحب مہتمم کے اصرار پر ۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۷ء تک دار العلوم دیوبند میں مختلف علوم وفنون کی کتابیں۔ حمد اللہ، ہدایہ مطول، بیضاوی، طحاوی، صدرا اور امور عامہ پڑھاتے رہے آپ شعبان کی چھٹیوں میں گھر تشریف لائے۔ رمضان شریف میں تقسیم ملک کا اعلان ہو گیا۔ تقسیم ملک کے بعد بھی حضرت مدنیؒ اور قاری صاحب موصوف نے خطوط کے ذریعہ بلا بھیجا۔ اور آمد ورفت کا انتظام کرنے کو اپنے ذمہ لے لیا۔ رمضان کے بعد شوال میں وہ ۵۰۰ طلبہ جو دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور، دہلی اور میرٹھ تکمیلِ علم کے لئے نہیں جا سکتے تھے۔ اکوڑہ خٹک پہنچ گئے کہ ہمیں دورہ حدیث پڑھا دیجئے۔ ان کی آمد مدرسہ کی بنیاد کا سبب بنی۔ دو تین سال تک تدریسی کام ہوتا رہا۔ لیکن مدرسہ کا باقاعدہ اعلان نہ کیا گیا۔

دار العلوم حقانیہ کا قیام ستمبر ۱۹۴۷ء کو عمل میں آیا۔ جبکہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان وجود میں آیا تھا۔ حقانیہ... کی نسبت "حق" کی طرف ہے۔ مولانا سید گل بادشاہ صاحب کی تجویز پر یہ نام رکھا گیا۔ پہلے سال کے ۵۰ طلبہ کے قیام وطعام کا انتظام بڑی مشکل سے کیا گیا۔ اساتذہ اور خود مولانا تین سال تک بغیر کسی وظیفہ کے للّٰہ فی اللّٰہ تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔ پھر جب کچھ حالات سازگار ہوئے تو ۵ روپے ماہوار پر تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔ پھر دس روپے اور پندرہ روپے کے مشاہروں تک ترقی ہوئی۔ یہ اساتذہ جو ایسی ایثار، محبت اور اخلاص کے ساتھ پڑھا رہے تھے۔ حضرت مولانا عبد الحق صاحب مدظلہ، کے دیوبند یا یہیں کے شاگرد تھے۔

حضرت مدنیؒ کی نصیحت

قیام پاکستان کے بعد حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ نے اپنے تمام شاگردوں اور متعلقین کو یہ نصیحت فرمائی کہ "جو علماء مجھ سے وابستہ ہیں۔ ہر مقام پر وہ پاکستان کے وفادار بن کر رہیں۔ اپنے علاقوں میں دین کی حفاظت اور ملک کی بقا کی خاطر دینی مدارس قائم کریں۔ اور ان کے ذریعہ پاکستان کو مضبوط اور مستحکم رکھیں"۔ آپ کا یہ پیغام جمعیۃ علماء ہند کے ترجمان "الجمعیۃ" میں بھی شائع ہوا۔

اس نصیحت کے بعد حضرت سے وابستہ حضرات نے اپنے اپنے علاقوں میں محنت کر کے مدارس قائم کر دیئے اور صوبہ سرحد میں دینی مدارس کا جال بچھا دیا گیا۔ ان تمام مدارس میں دار العلوم حقانیہ سرفہرست ہے۔

دار العلوم حقانیہ کی بنیاد پاکستان کی بنیاد ہے۔ صوبہ سرحد میں یہ ممتاز علمی ادارہ ہے۔ اس میں ذریعہ تعلیم پشتو زبان ہے۔ اس میں بیسیوں استاد اپنے اپنے فرائض نہایت دیانت داری کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ دو ہزار سے زائد طلبہ اس دار العلوم سے سندِ فراغت حاصل کر چکے ہیں۔ اور اب مختلف مدارس میں اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس کے سالانہ تعلیمی اخراجات سوا دو لاکھ سے زیادہ ہوتے ہیں۔ دار العلوم حقانیہ کے تحت ایک گورنمنٹ مڈل سکول بھی چل رہا ہے۔ اس میں دینی تعلیم پر بھی خاص توجہ دی جاتی ہے۔ اس کی عمارت بھی دار العلوم کے ساتھ ہی واقع ہے۔ دار العلوم کی شاندار عمارت کے ساتھ ایک وسیع وعریض شاندار مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔ یہ وسیع عمارت بھی دار العلوم کی دن دگنی رات چوگنی ترقی کی وجہ سے ناکافی ہو کر رہ گئی ہے۔ اب دار العلوم کی مشرقی جانب احاطہ تالاب میں دو منزلہ تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ نچلی منزل میں طلبہ کی رہائش اور بالائی منزل میں کتب خانہ کے لیے وسیع ہال، دار المطالعہ، دار الافتاء اور دار التصنیف وغیرہ کے کمرے ہوں گے اس پر بھی کم از کم ایک لاکھ روپے کے خرچ کی لاگت ہے۔ اللہ تعالیٰ غیبی امداد سے اس کی بھی تکمیل فرمائے، مولانا اس دار العلوم کے بانی مہتمم اور شیخ الحدیث ہیں۔ اور "شیخ الحدیث" ہی کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں۔

دار العلوم حقانیہ اور ماہنامہ "الحق"

دار العلوم حقانیہ اور اس کے ترجمان "الحق" کی اہمیت

خدمات پر صرف روزنامہ "امروز" کا تبصرہ نقل کیے دیتے ہیں تاکہ ان کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔

"اکوڑہ خٹک ضلع پشاور کی مشہور و معروف دینی درس گاہ "دارالعلوم حقانیہ" جناب شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کے زیر اہتمام جو اس کے بانی و مہتمم ہیں، دریائے اٹک کے تمام علاقوں میں دینی تعلیم کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں وہی خدمات سرانجام دے رہی ہے جو ایک عرصہ دراز تک برعظیم میں دارالعلوم دیوبند دیتا رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان اطراف میں قیام پاکستان کے بعد یہ درس گاہ صحیح معنوں میں دارالعلوم دیوبند کی جانشین ثابت ہوئی ہے۔

ماہنامہ "الحق" اس درسگاہ کا ترجمان ہے۔ اس کے مدیر سمیع الحق صاحب[1] اس قدر شستہ و شگفتہ اردو زبان لکھتے ہیں۔ اور اس ماہنامہ کو اتنی عمدگی اور سلیقہ سے مرتب کرتے ہیں کہ "الحق" ملک کے چوٹی کے دینی رسالوں میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ پیش نظر شمارے میں دینی و سیاسی دونوں انواع کے مضامین ہیں اور نہایت اعلیٰ معیار کے ہیں" ———

(امروز لاہور، ۲۶ فروری ۱۹۷۲ء)

صوبہ سرحد کے گورنر جناب ارباب سکندر خان خلیل آپ سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "جس طرح ہمارے جواں ہمت بزرگ رہنما مولانا عبدالحق صاحب نے یہاں اسلام کی شمع روشن کی ہے۔ اس طرح ہم بھی پورے صوبہ میں اسلام کا بول بالا کر سکیں۔ اور ایسے دارالعلوم جگہ جگہ بنا سکیں۔"

تصنیفی خدمات

(۱) مقامِ صحابہؓ اور مسئلہ خلافت و شہادت ۔۔۔ صحابہ کرامؓ کے مقام و احترام اور ان کی باہمی رواداری کے بارہ میں، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی یہ ایک بصیرت افروز تقریر ہے جو آپ نے ۹ محرم الحرام ۱۳۸۲ھ کو بعد از نماز عشاء بمقام رسالپور، حافظ حبیب الرحمن صاحب مالک "اٹک فیکٹری" کی دعوت پر فوجیوں، سرکاری ملازمین اور عام مسلمانوں کے ایک عظیم الشان اجتماع میں کی۔ جو اس وقت ریکارڈ کر لی گئی۔ اور بعد میں اسے کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔ آپ نے اپنی اس تقریر میں بڑے پیارے اور دلنشیں انداز میں صحابہ میں پیش آمدہ اہم مسائل کو قرآن و حدیث اور مستند تاریخی شہادتوں کی روشنی میں حل فرمایا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے صحابہ کرام سے محبت و عقیدت میں اضافہ ہوتا ہے اور ان کا صحیح مقام سمجھنے میں پوری مدد ملتی ہے۔

(۲) علم کے تقاضے اور اہل علم کی ذمہ داریاں
(۳) صیام رمضان، (۴) ناموس رسالت
(۵) دعوات حق۔

سیاسی خدمات

آپ جمعیۃ علمائے اسلام کے اکابر میں شمار کئے جاتے ہیں۔ جمعیۃ کے ٹکٹ پر ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے ہیں۔ صدر پاکستان کے ساتھ مذاکرات کے دوسرے دور میں مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کا ہاتھ آپ شریک ہوئے۔ قومی اسمبلی کے اجلاس منعقدہ اپریل ۱۹۷۲ء میں آپ کی بیان کردہ مسلمان کی تعریف پر تمام مکاتب فکر کے علماء نے پورا اعتماد کیا۔ قومی اسمبلی میں آپ کی یہ پوری تقریر پڑھنے کے قابل ہے۔ ماہنامہ "الحق" کے گذشتہ شمارے میں چھپ چکی ہے۔

آپ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد بھی ہیں، اور مرید خاص بھی۔

آپ کے چند تلامذہ

آپ کے شاگرد مشرقی پاکستان، ہندوستان، رنگون، برما، افغانستان اور پاکستان کے اطراف و جوانب میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کا تذکرہ مفید رہے گا۔

(۱) حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کے فرزند ارجمند اور جانشین حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب مدظلہ، (۲) حضرت مولانا حامد میاں صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ مدنیہ و خلیفہ مجاز حضرت مدنیؒ، (۳) مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی مفتی جامعہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی۔ اور مولانا حکیم عبدالشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ حقانیہ، ساہیوال خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ مولانا ابھی تعلیم کو عام کرنے کا فریضہ اسی طرح انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے۔ اور ان کی علمی نگارشات سے ہمیں زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق بخشے۔ آمین

[1] (۱) مولانا سمیع الحق صاحب حضرت شیخ الحدیث صاحب کے فرزند ارجمند ہیں۔ ۱۹۳۶ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۵ء میں پرائمری پاس کر کے درس نظامی شروع کیا۔ مولانا قاضی حبیب الرحمان اور حاجی صاحب بقصہ بابی سے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ یہ بزرگ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے بھی استاد ہیں۔ ۱۹۵۶ء میں دارالعلوم حقانیہ سے سند فراغت حاصل کی۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب سے دورہ تفسیر پڑھا۔ محرم الحرام ۱۹۵۸ء میں اسی دارالعلوم میں تدریس شروع کی۔ اور اب تک پڑھا رہے ہیں۔ ۱۹۶۴ء میں حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کیا۔ تین ماہ تک مدینہ منورہ میں قیام رہا۔ اسی دوران میں آپ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کا تفصیلی جائزہ بھی لیا۔ "الحق" ستمبر ۱۹۶۵ء میں جاری ہوا۔ اس وقت سے لے کر اب تک آپ اس کے مدیر ہیں۔ آپ کے اداریوں کو نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ۱۹۶۹ء میں آپ دوسری بار حج کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے ۱۹۶۸ء میں "قرآن اور تعمیر اخلاق" پر ایک عالمانہ اور فاضلانہ مقالہ سپرد قلم کیا۔ جو تعلیم القرآن سوسائٹی ڈھاکہ کے زیر اہتمام انجینئرنگ انسٹیٹیوٹ ہال میں پڑھا گیا۔ جسے بعد میں "الحق" میں بھی شائع کیا گیا۔ آپ عربی میں بھی اچھا لکھتے ہیں۔ "دعوات حق" جو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی تقریروں کا مجموعہ ہے آپ ہی کا مرتب کردہ ہے۔

حافظ احمد یار قریشی مرحوم

پروفیسر سید عبدالکریم ہمدانی - مظفر گڑھ

حافظ احمد یار قریشی مرحوم ریاست بہاولپور میں ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے آپ کا سلسلہ نسب حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ ملتانی سے جا ملتا ہے یہ آپ کی ذہانت ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ نے دس برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ جب آپ کی عمر اٹھارہ برس ہوئی آپ نے جامعہ اسلامیہ (اسلامی یونیورسٹی، بہاولپور) میں تعلیم مکمل کر لی آپ نے صادق ڈین ہائی سکول بہاولپور سے میٹرک کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا تو آپ کو کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں اعلیٰ تعلیم کے لیے وظیفہ کی پیش کش ہوئی۔ مگر آپ نے قوم کو انگریز کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے ملکی سیاست میں حصہ لینے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ مرحوم نے ۱۹۳۱ء میں باقاعدہ طور پر مقصد کے حصول کے لیے جماعتی تنظیم شروع کر دی۔ "اصلاح الاطفال" کا قیام اس جانب آپ کا پہلا قدم تھا جس کا مقصد بچوں کی اصلاح و تہذیب تھا۔ مرحوم کی دوسری کوشش "اصلاح الرسوم" کی تنظیم تھی جو معاشرے کی اصلاح کے لیے وجود میں لائی گئی اس کے بعد "تنظیم المساجد" آپ نے قائم کی جو مساجد کی حالت بہتر بنانے اور انھیں ترقی دینے کے لیے وقف تھی۔ آپ نے "خدام الدین" اور "حزب اللہ" کے نام سے دو اور تنظیمیں قائم کیں۔ الغرض آپ نے ان تنظیموں کے ذریعے مذہبی، سماجی اور سیاسی سرگرمیوں سے عملی طور پر طاغوتی قوتوں کو للکارا۔

روحانی طور پر آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے مرید تھے اور سیاسی طور پر آپ مسلم لیگی تھے، چنانچہ آپ نے "جمعیت المسلمین" کی بنیاد ڈالی اور اس کے ذریعے "تحلیق پاکستان" اسلامی نظام حیات کے نفوذ اور خدمت خلق جیسے بلند مقام کے حصول کی جدوجہد کی۔ برصغیر پاک و ہند کے سیاسی حالات کا بنظر غائر مطالعہ کرنے کے لیے اپنے استاذ و رفیق کار منشی عبدالحمید قریشی کے ہمراہ آپ نے ایک تفصیلی سیاسی دورہ کیا۔ اسی سلسلہ میں مرحوم نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، علامہ عنایت اللہ المشرقی، مولانا عبیداللہ سندھیؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ اور خود قائد اعظم محمد علی

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

شانِ صدیقِ اکبرؓ آیاتِ قرآنی کی روشنی میں

• از پروفیسر حافظ عبدالمجید •

اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو بہت بلند مقام عطا فرمایا۔ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ قرآن پاک کی متعدد آیات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث میں حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ کی شان کا بیان ہے چند آیات اور احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی آیت اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ (سورۃ فاتحہ)

ترجمہ :۔ "دکھا ہمیں سیدھا راستہ، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا"

فائدہ :۔ ابوالعالیہ اور حسن نے اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ کی تفسیر میں کہا ہے۔ رَسُوۡلُ اللّٰہِ وَصَاحِبَاہُ یعنی رسول اللہ اور آپ کے دو صحابی ابوبکرؓ اور عمرؓ کا راستہ سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تعلیم فرمائی ہے کہ مجھ سے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت طلب کرو اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ صراطِ مستقیم ابوبکرؓ اور عمرؓ کا راستہ ہے تو لازم ہے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ خلیفہ خاص ہوں، کیونکہ خلیفہ خاص وہی ہے جس کا مسلک صراطِ مستقیم ہو۔

دوسری آیت وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰٓى ۝ اِنَّ سَعۡيَكُمۡ لَشَتّٰى ۝ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى ۝ (سورۃ واللیل)

ترجمہ :۔ قسم ہے رات کی جب چھا جائے اور دن جب روشن ہو۔ اور اس بات کی قسم کہ اللہ نے نر اور مادہ پیدا کیے، بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے پس جس نے عطا کیا اور تقویٰ اختیار کیا اور اچھی بات کی تصدیق کی، پس ہم عنقریب اس کے لیے آسانی کی راہ ہموار کر دیں گے۔

فائدہ :۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو خرید کر اللہ کے واسطے آزاد کیا تو اس وقت سورۃ واللیل کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ ان آیتوں میں حضرت ابوبکرؓ کی تین صفات بیان کی گئی ہیں۔ اللہ کے لیے مال عطا کرنا، تقویٰ اختیار کرنا اور نیکی کی تصدیق کرنا، اور حضرت صدیقؓ کے لیے جنت کی خوشخبری ہے۔

تیسری آیت وَسَيُجَنَّبُهَا الۡاَتۡقَى ۝ الَّذِىۡ يُؤۡتِىۡ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَهٗ مِنۡ نِّعۡمَةٍ تُجۡزٰٓى ۝ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِ الۡاَعۡلٰى ۝ وَلَسَوۡفَ يَرۡضٰى ۝ (سورۃ واللیل)

ترجمہ :۔ "اور عنقریب ہم اس (جہنم) سے بچائیں گے بہت زیادہ ڈرنے والے کو جو اپنا مال دیتا ہے دل پاک کرنے کے لیے۔ اور اس پر کسی کا احسان نہیں کہ اس کا بدلہ دے مگر اپنے رب کی رضا جوئی کے لیے جو سب سے برتر ہے اور عنقریب وہ راضی ہو گا۔

فائدہ :۔ یہ آیات بھی حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہوئیں۔ آپ نے سات ایسے لونڈی غلام آزاد کیے جو ایمان لانے کی وجہ سے ستائے جا رہے تھے۔ بلالؓ، عامرؓ بن فہیرہ، نہدیہؓ اور اس کی بیٹیؓ، زنیرہؓ، ام عیسیٰؓ اور بنی المومل کی باندیؓ، ان آیتوں میں اس عظیم قربانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اتقیٰ یعنی سب سے زیادہ پرہیزگار فرمایا گیا ہے اور قرآن کریم میں ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے" اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰٮكُمۡ یعنی "بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ مرتبہ والا وہی ہے جو اتقیٰ یعنی سب سے زیادہ متقی ہو" جب سب سے زیادہ فضیلت والا وہ ہے جو اتقیٰ ہو۔ اور اتقیٰ حضرت ابوبکرؓ ہیں تو ثابت ہو گیا کہ حضرت ابوبکرؓ امت میں سب سے افضل ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ بلافصل اور خلیفہ اوّل اسی کو ہونا چاہیے جو امت میں سب سے افضل ہو، چونکہ ابوبکرؓ امت میں سب سے افضل ہیں اس لیے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلافصل اور خلیفہ اول ہیں۔

چوتھی آیت يٰۤاَيَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ۝ ارۡجِعِىۡۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرۡضِيَّةً ۝ فَادۡخُلِىۡ فِىۡ عِبٰدِىۡ ۝ وَادۡخُلِىۡ جَنَّتِىۡ ۝ (سورۃ الفجر)

ترجمہ :۔ "اے نفسِ مطمئنہ۔ واپس چل اپنے رب کی طرف۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر شامل ہو میرے بندوں میں اور داخل میری جنت میں،

فائدہ :۔ حضرت سعید بن جبیر اور سلیم بن عامر سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو ابوبکرؓ نے کہا یہ کس قدر اچھی بشارت ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ آگاہ رہو۔ فرشتہ موت کے وقت تم سے یہ ضرور کہے گا" اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو اس آیت کی بشارتوں کا مستحق قرار دیا ہے۔ گویا حضرت ابوبکرؓ نفسِ مطمئنہ کے مالک ہیں اللہ ان سے راضی ہے وہ اللہ سے راضی ہیں آپ اللہ کے مقبول بندوں میں شامل ہیں اور جنتی ہیں۔

پانچویں آیت يَوۡمَ تَشَقَّقُ الۡاَرۡضُ عَنۡهُمۡ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشۡرٌ عَلَيۡنَا يَسِيۡرٌ (سورۃ ق۔ ع ۳)

ترجمہ :۔ جس دن زمین پھٹ کر وہ سب نکل پڑیں دوڑتے ہوئے۔ یہ اکٹھا کرنا ہمارے لیے آسان ہے۔

فائدہ :۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں پہلا شخص ہوں گا جس پر سے زمین کھلے گی۔ پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ۔ پھر میں اہلِ بقیع کے پاس پہنچوں گا۔ وہ میرے پاس جمع کیے جائیں گے۔ پھر میں اہلِ مکہ کا انتظار کروں گا۔" یہ روایت بیان کرکے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مذکورہ بالا آیت پڑھی اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ہیں۔

چھٹی آیت اَمۡ نَجۡعَلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالۡمُفۡسِدِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ اَمۡ نَجۡعَلُ الۡمُتَّقِيۡنَ كَالۡفُجَّارِ (سورہ ص۔ ع ۳)

ترجمہ :۔ "کیا ہم کر دیں گے ایمان والوں کو اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ان لوگوں کی طرح جو زمین میں فساد کرنے والے ہیں، کیا ہم کر دیں گے متقیوں کو، نافرمانوں کی طرح۔

فائدہ :۔ سورہ ص مکی ہے اس آیت میں مراد وہ اصحاب ہیں جو اس سورۃ کے نزول کے وقت تک ایمان لا چکے تھے اس آیت کی بڑی تکریم و تعظیم ہے مہاجرین اوّلین کے لیے۔ اور حضرت ابوبکرؓ انہی میں سے ہیں اس لیے اس آیت میں حضرت صدیقؓ کی شان کا بھی بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ایمان اور عمل صالح کے مالک ہیں اور متقی ہیں۔ آپ نہ مفسد ہیں نہ فاجر۔

ساتویں آیت فَسَاَكۡتُبُهَا لِلَّذِيۡنَ يَتَّقُوۡنَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ بِاٰيٰتِنَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۝ اَلَّذِيۡنَ يَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِىَّ الۡاُمِّىَّ الَّذِىۡ يَجِدُوۡنَهٗ مَكۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِى التَّوۡرٰٮةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ (سورہ اعراف۔ ع ۱۱)

ترجمہ :۔ "پس عنقریب میں لکھوں گا اس (دنیا اور آخرت کی فلاح) کو ان لوگوں کے لیے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی جو نبی امی ہے پیروی کرتے ہیں جس کو وہ تورات اور انجیل میں اپنے پاس لکھا ہوا پاتے ہیں۔

فائدہ :۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی۔ وَاكۡتُبۡ لَنَا فِىۡ هٰذِهِ الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ یعنی "اور لکھ دے ہمارے لیے نیک حالی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی" مذکورہ آیت اس دعا کے جواب میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم حسنۂ دنیا و آخرت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کے لیے لکھیں گے حسنۂ دنیا سے مراد ہے خلافت و حکومت فتح و نصرت وسعتِ رزق اور حسنۂ آخرت سے مراد ہے مغفرت و نجات اور بلندیٔ درجات یہ بشارت تمام (باقی صفحہ ۱۲ پر)

(قسط ۲)

انسان کتاب اللہ کی روشنی میں

از
مولانا محمد ظفیر الدین
مفتاحی
دارالعلوم
دیوبند

احسن تقویم

اس دنیا میں جس شکل و صورت پروردگارِ عالم انسان کو لایا، وہ بھی جاذبِ نظر، ہر طرح موزوں، ہر پہلو سے اطمینان بخش، نہ دیکھنے سننے میں تکلیف دہ، نہ چلنے پھرنے میں بھدی۔ نہ اٹھنے بیٹھنے میں معذور، نہ کوئی عضو بے موقع، نہ کوئی جوڑ بے جگہ، جہاں سے دیکھیے قدرت کا ایک عجیب عمدہ نمونہ، بے انتہا جاذبیت کا مرقع، بے پناہ کشش کا پیکرِ حسین۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (والتین)

"بے شک ہم نے انسان کو زیبا ترین ساخت میں پیدا کیا۔"

انسان کو اس کی بہترین صورت عطا کی لیکن یہی نہیں کہ ایک حسین پیکر بنا کر عقل و خرد سے بیگانہ رکھا بلکہ عقل و خرد کی دولت وافر سے نوازا، فہم و شعور کی نعمت سے مالا مال کیا، نیکی بدی کی تمیز دی اور نفع و نقصان کی سمجھ عطا کی تاکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی حجت باقی نہ رہے، ارشاد الٰہ العالمین ہے

وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ (البلد)

"اور ہم نے اس کو نیکی و بدی کی دونوں راہیں دکھا دیں۔"

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (والشمس)

"سو اللہ نے اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس کے دل میں ڈال دی۔"

ہاں کسی معاملہ میں اس کو مجبورِ محض نہیں بنایا، راہ کے اختیار کرنے میں اس کو آزادی دی، کہ نیکی کی راہ اختیار کر کے شکرگزار بن جائے یا برائی کے راستہ پر پڑ کر ناشکروں میں نام لکھوائے۔

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا (الدھر)

"بیشک ہم نے اسے (نیکی، بدی کا) راستہ دکھلا دیا، اب وہ یا تو شکر گزار بنے اور یا ناشکر گزار۔"

ہدایت کے قبول کرنے پر کوئی ممانعت نہ تھی، رب العالمین نے اس کو اس سلسلہ میں بڑی سہولتیں بہم پہنچائیں اور ترغیب و ترہیب کا پہلو اختیار کیا۔ ارشاد الٰہی ہے:-

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ (الکہف ۸)

"اور لوگوں کو جب ان کے پاس ہدایت آ چکی کوئی چیز اس بات سے روکنے والی نہیں کہ وہ ایمان لائیں اور اپنے پروردگار سے معافی مانگیں۔"

یہ بھی کھول کر اسے بتا دیا کہ انسان جب تک ایمان نہیں لاتا، عمل صالح نہیں کرتا اور اطاعت گزار بندہ بننے کی سعی نہیں کرتا وہ گھاٹے میں ہے، اس کی زندگی برباد ہے اور سچی انسانیت سے الگ تھلگ ہے:-

وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (العصر)

"قسم ہے عصر کی۔ بیشک انسان گھاٹے میں ہے مگر وہ لوگ (نہیں)، جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے رہے۔"

مگر افسوس باایں ہمہ انسان ناشکر گزار اور ہٹ دھرم واقع ہوا ہے اس کی طبیعت میں عجلت اور سہولت پسندی ہے، اور نتیجہ اور انجام پر نگاہ نہیں رکھتا، صرف سامنے کی چیز کو دیکھتا ہے حالانکہ عقل مند وہ ہے جو دور اندیش ہو، حال کے آئینہ میں مستقبل کا نقشہ دیکھ لے اور جو کچھ کرے سمجھ سوچ کر کرے۔ لیکن چونکہ انسان فطرتاً کمزور، جلد باز اور بے صبر واقع ہوا ہے توجہ سے کام نہیں لیتا، ارشاد ربانی ہے:

وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا (النساء ۵)

"اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔"

وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا (بنی اسرائیل ۲)

"اور انسان جلد باز ہے۔"

إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا (المعارج ۱)

"بیشک انسان بے صبر پیدا کیا گیا ہے جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا جاتا ہے۔"

ان آیتوں کو بغور پڑھیں اور سوچیں کہ انسان کی فطرت کیسی واقع ہوئی ہے، اور کیا تجربات کی دنیا میں ان کے ماننے میں ذرہ برابر شبہ بھی ہے؟ کہ انسان ہر کام میں، ہر موقع پر، ہر موڑ پر اور ہر چیز میں عجلت سے کام لینا چاہتا ہے ذرا ذرا سی بات سے متاثر ہوتا ہے، کیف و انبساط اور رنج و غم دونوں سے لمحہ لمحہ دوچار ہوتا رہتا ہے۔

انسان عجلت پسند تو ہے ہی، ساتھ ہی جھگڑالو طبیعت واقع ہوا ہے، کسی چیز کی مشقت ہنسی خوشی سے برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوتا، اپنی افتادِ طبع سے مجبور ہوتا ہے۔ کم لوگ ہیں جو عقل و شعور کے تقاضے پر ہر آن نظر رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا (الکہف ۸)

"اور انسان بڑا جھگڑالو ہے۔"

خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ (الانبیاء ۳)

"اور انسان بڑا جلد باز پیدا کیا گیا ہے۔"

انسان کے تاثر اور آن کی آن میں بدلنے کا نقشہ قرآن پاک نے کھینچا ہے اور بتایا ہے کہ وہ جس طرح مسرت بھری بات سے کھل پڑتا ہے مصیبت اور تکلیف وہ امور کے آگے گھٹنے ٹیک دیتا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ (الروم ۴)

اور جب ہم آدمیوں کو رحمت (کا مزہ) چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں ان کے اعمال کے بدلے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اسی دم مایوس ہو جاتے ہیں۔

تکلیف پہنچنے کی وجہ بھی بیان کر دی گئی ہے کہ یہ جو کچھ مصیبت آتی ہے وہ درحقیقت اپنے ہی ہاتھوں کی لائی ہوئی ہوتی ہے دوسروں کو اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا، چاہیے تو یہ تھا کہ مایوس ہونے کی بجائے وہ اسباب پر غور کر کے اسے دور کرنے کی کوشش کرتا اور اسی طرح اپنی زندگی خوشگوار بنا لیتا۔ مگر ادھر اس کی نظر جلد نہیں جاتی، ہاتھ پاؤں توڑ کر ایسا بیٹھ جاتا ہے جیسے اب کوئی شکل ہی نہ رہی کہ وہ کوئی اچھا کام انجام دے سکے، نیکی اور دنیا کا آرام چاہتا ہے اس کی تمنا کرتا ہے اور اس کے لیے دعائیں بھی کرتا رہتا ہے مگر اسباب و علل کو نہیں سوچتا جس کی وجہ سے یہ سخت دن دیکھنے پڑے۔

لَا يَسْأَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ (حم سجدہ ۶)

"انسان نیکی مانگنے سے نہیں تھکتا ہے اور اگر تکلیف پہنچتی ہے تو وہ نا امید و بے آس ہو جاتا ہے۔"

انسان کی عجلت پسندی

چونکہ انسان عجلت پسند، جلد باز، بے صبر اور کمزور واقع ہوا ہے اس لیے اس کی نظر آخرت سے پہلے دنیا پر پڑتی ہے، ثواب و عقاب کے بجائے مال و دولت کی فکر کرتا ہے امید کی بجائے مایوسی سے ہمکنار ہوتا ہے ــــ اور پھر اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی محتاجی سے ڈرتا ہے۔ مگر دوزخ کی آگ سے نہیں ڈرتا۔ دنیا کی چند روزہ عزت کے لیے جان دیتا ہے مگر عقبیٰ کی راحت پر دھیان نہیں دیتا اور انجام سے صرف نظر کر کے سامنے کے ٹکڑوں کو تکتا ہے۔

(باقی آئندہ)

ریڈیو پاکستان کی ایک نشری تقریر

مولانا مجاہد الحسینی

قرآن کریم میں غور و فکر کی اہمیت

قرآن کریم میں غور و فکر کی اہمیت کے عنوان سے مولانا مجاہد الحسینی ایڈیٹر خدام الدین کی یہ تقریر ۲۲ اگست ۷۲ء کو صراطِ مستقیم کے ضمن میں ریڈیو پاکستان لاہور سے نشر ہوئی جسے بشکریہ ریڈیو پاکستان خدام الدین میں شائع کیا جا رہا ہے :-

اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے !

كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْا آيَاتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُو الْاَلْبَابِ ۔

یہ کتاب جسے اے پیغمبر ! ہم نے تجھ پر نازل کیا برکت والی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات پر تدبر اور غور کریں۔ اور فہم و ادراک سے کام لیں۔ قرآن مجید کی ایک دوسری آیات کریمہ میں ارشاد ہے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۔

لوگ قرآن مجید میں تدبر اور غور کیوں نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں۔

ان آیات کے علاوہ پورے قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے ہر شخص کو اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ قرآن کریم میں فہم و تدبر اور عقل و دانش کے لیے خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائی گئی ہے تاکہ لوگوں کے دل و دماغ میں اس کتاب مقدس کی عظمت و فوقیت کا شعور پیدا ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رشد و ہدایت کے لیے مختلف زمانوں اور اُمتوں کے لیے اپنے انبیاء و رسل پر اگرچہ کئی کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے لیکن جس پر آسمانی کتابیں نازل کرنے کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا گیا وہ قرآن مجید ہے۔

چونکہ نبوت و رسالت اور وحی الٰہی کے نزول کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اور انسانوں کی فلاح و ترقی کے لیے خالق کائنات نے جو نظام زندگی وضع کرنا تھا وہ مکمل اور اکمل صورت میں پیش کر دیا گیا ہے اس لیے اب تمام انسانوں کے لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ایک ایک گوشے اور ایک ایک پہلو کے لیے قرآن مجید کو مشعلِ راہ بنائیں۔ اس میں ان کی روحانی تسکین، مادی ترقی اور نجاتِ اُخروی کے لیے وہ تمام طریقے موجود ہیں جن کی انہیں ممکن ضرورت پیش آسکتی ہے۔

قرآن کریم میں انسانوں کی معاشرتی اصلاح کے لیے نہایت پاکیزہ اور صاف ستھرا اخلاقی نظام پیش کیا گیا ہے عدل و مساوات پر مبنی معاشی اور اقتصادی نظام سے روشناس کرایا گیا ہے غیر مسلم اقوام اور دیگر ممالک کے ساتھ اسلامی خارجہ پالیسی وضع کرنے کے اصول بتائے گئے ہیں۔ صنعت و حرفت اور تجارت و زراعت کے طریقے بیان کیے گئے ہیں اور قرآن کریم میں سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ کہہ کر اس امر کی دعوت دی گئی ہے کہ مسلمان دوسری دنیا کی سیر و سیاحت کر کے اقوام عالم کی معاشی، معاشرتی اور سائنسی ترقیات کا بذاتِ خود مشاہدہ کریں اور ان کے ترقی پسند رجحانات اور ان کے عروج و زوال کا پوری طرح جائزہ لیں۔ قرآن کریم کی آیات میں جگہ جگہ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ ۔ اَفَلَا يَتَذَكَّرُوْنَ اور اَفَلَا يَتَفَكَّرُوْنَ ۔ کے الفاظ ہی اس امر کی واضح دلیل ہیں کہ ہر معاملے میں فہم و فکر پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے تاکہ قرآن کریم کے پیش کردہ تصورات و نظریات کو اچھی طرح سمجھا جا سکے۔ جیسا کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ ہے۔ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ وہ زمین اور آسمانوں کی خلقت پیدائش میں غور کیوں نہیں کرتے۔ سورج، چاند، ستاروں اور پوری کائنات کی تسخیر کا تصور قرآن کریم نے ہی پیش کیا ہے۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
وَسَخَّرَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۔

چنانچہ کائنات کی خلقت پر جن قوموں نے غور و فکر کر کے اس کی حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے مطابق عملی کردار اختیار کیا وہ آج رفعتوں اور بلندیوں پر فائز ہیں وہ چاند ستاروں پر کمندیں ڈال رہی ہیں اور تسخیر کے بعد اپنی فتح مندیوں کے علم نصب کر رہی ہیں اسے سائنس یا اس کے ذریعہ ترقی کرنے والی اقوام کا جزوی کمال تو کہا جا سکتا ہے لیکن اصل خوبی اور کمال تو ان کا ہے جنہوں نے اس کے تصورات پیش کئے اور فہم و شعور عطا کیا ہے حضرت علامہ اقبالؒ نے اسی موقع کے لیے تو کہا ہے۔

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

بہر نوع۔ مقصود یہ ہے کہ قرآن کریم میں انسانوں کو صرف کائنات ہی کا جائزہ لینے اور اس کی خلقت کے مسئلہ پر ہی غور و فکر کی دعوت نہیں دی گئی ہے بلکہ انسانوں کو اپنی ذات کے بارے میں بھی کہا گیا ہے۔ وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۔ کہ جو انسان پوری کائنات کی تحقیقات میں ہمہ تن سرگرم عمل ہے۔ وہ اپنی ذات کے بارے میں بھی غور و فکر کرے کہ ہم نے اسے کس طرح پیدا کیا۔ پھر اسے کھانا پینا اور چلنا پھرنا سکھایا اور ایسا فہم و شعور عطا کیا کہ وہ اپنی فکری و نظری صلاحیتوں کے باعث پوری کائنات پر حکمرانی کر رہا ہے۔

قرآن مجید کے ان ارشادات کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ انسان اگر دانائی، فہم و فراست اور فکری بلند پروازی سے کام لے تو وہ زندگی کے ہر میدان میں رہنمائی اور رشد و ہدایت قرآن مجید ہی میں پائیں گے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

اور بے شک ہم نے قرآن کریم کو سہل تر اور آسان کر دیا ہے پس کوئی ایسا شخص ہے جو اس پر غور و فکر کرے اور فہم و ادراک سے کام لے کر دنیا و آخرت میں کامیابیوں سے ہمکنار ہونے کی سعادت حاصل کرے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔

بقیہ: شانِ صدیقؓ

صحابِ رسول کے لیے ہے اور خاص طور پر حضرت ... کے لیے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ... پہلے صدیق رضؓ کے دورِ خلافت میں ہی حسنہ دنیا حاصل ... کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اسی طرح حسنۂ آخرت کے ... بھی آپ کا دورِ خلافت بعد کے تمام ادوار سے افضل ...

: باقی آئندہ :

مدرسہ تبلیغ الاسلام کا سالانہ جلسہ

مدرسہ عربیہ تبلیغ الاسلام میانوالی کے ناظم ... احمد سعید صاحب کی اطلاع کے مطابق مدرسہ مذکورہ کا سالانہ جلسہ نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ۸-۹ ... ۱۹۷۲ء بروز جمعہ، ہفتہ موتی مسجد نئی عیدگاہ میں منعقد ہو رہا ہے جس میں حضرت درخواستی، مولانا گلباد شاہ، مولانا محمد اجمل، مولانا ضیاء القاسمی اور دیگر علماء کرام خطاب کریں گے۔ وزیر اعلیٰ سرحد مولانا مفتی محمود صاحب کی شرکت بھی متوقع ہے۔

(۲۸۳۶)

سالانہ جلسہ

جھنگ شہر کی نئی دینی درسگاہ مدرسہ انوار الاسلام کا پہلا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۰-۲۱ ستمبر بروز بدھ، جمعرات جامع مسجد تقوٰے میں نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے جس میں ممتاز علماء کرام اور مشاہیر ملت خطاب فرمائیں گے۔

(۲۸۲۴)

بحث و مذاکرہ

نئی حج پالیسی کے سلسلہ میں چند معروضات

از: محمد حسین آزاد - لارنس کالج - گھوڑا گلی مری

حج پر سے قرعہ اندازی کی ناروا پابندی کو ختم کر کے موجودہ حکومت نے بلاشبہ ایک مستحسن اقدام کیا ہے۔ مگر روپیہ کی قیمت میں کمی کے باعث حج کے اخراجات تقریباً دوگنا بڑھ گئے ہیں جس کی وجہ سے بالخصوص غریب حجاج مایوسی کا شکار ہوتے نظر آتے ہیں۔

نئی حج پالیسی کے مطابق مختلف راستوں کے لیے مندرجہ ذیل شرح کرایہ تجویز کی گئی ہے:-

۱- بذریعہ ہوائی جہاز:- حسب سابق تقریباً پانچ ہزار روپے (ریڈیو کی ایک خبر کے مطابق اگر یہ غلطی سے نہیں دی گئی) کے مطابق یہ کرایہ ۲۹۰۰/- تک لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

۲- بذریعہ بحری جہاز ۲۹۸۲/- جب کہ سابقہ کرایہ ۱۹۳۲/- روپے کے لگ بھگ تھا۔

۳- خشکی کے راستہ بذریعہ بس کرایہ ۲۶۰۰/- روپے۔

ہوائی جہاز کا سفر پہلے ہی امراء کے لیے تھا اور اب بھی اس سے وہی استفادہ کر سکتے ہیں۔ البتہ سمندری راستہ ایسا ہے جس کے ذریعہ ہمارے یہاں کے ہزاروں لاکھوں حجاج فریضہ حج ادا کرتے ہیں لیکن پتہ نہیں کس مصلحت کی خاطر بحری جہاز کے راستہ کے اخراجات میں خاطر خواہ کمی نہیں کی گئی اگر خشکی کے راستہ کے اخراجات چھبیس صد روپے ہو سکتے ہیں۔ تو سمندری راستہ کے اخراجات دو ہزار تک کیوں نہیں ہو سکتے جب کہ حجاج کو پہنچانے اور واپس لانے کے تمام اخراجات پاکستانی ہیں وزیر موصوف حج واوقاف مولانا کوثر نیازی صاحب کرایوں میں مزید کمی کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ خدا کرے وہ اپنے عزائم میں کامیاب ہو جائیں، مگر یہ بات واضح ہے کہ اگر بحری راستہ کے اخراجات میں خاطر خواہ کمی نہ کی گئی تو قرعہ اندازی کے خاتمے کے اعلان کا غریب عوام پر کوئی اچھا اثر مرتب نہیں ہوگا۔

مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ گزشتہ نو، دس سال سے مسلسل حج کے لیے رقمات جمع کرانے والے سینکڑوں شائقین کرایہ کی موجودہ شرح کا اعلان سن کر مایوسی کا شکار ہو گئے ہیں ــــ موجودہ حکومت خشکی کے راستے تقریباً دس ہزار حجاج کو بھیجنے کا نیا تجربہ کر رہی ہے اس راستہ کے اخراجات بھی نسبتاً کم رکھے گئے ہیں۔ خدا کرے یہ تجربہ کامیاب ثابت ہو مگر اس راستہ میں پیش آنے والی مشکلات و خدشات کا ابھی سے اندازہ لگا لینا چاہیے۔

اور سننے میں آیا ہے کہ یہ طویل سفر پرائیویٹ عام بسوں پر طے پائے گا۔ خود ہمارے ملک میں پرائیویٹ بس کمپنیوں کی جو حالت ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، خراب بسوں، ڈرائیوروں اور کنڈیکٹروں کی لاپرواہی سے خود انہی کی جانی پہچانی سڑکوں پر آئے دن کے حادثات میں سینکڑوں افراد زخمی یا لقمہ اجل بنتے ہیں۔ آپ اگر راولپنڈی سے لاہور تک کا بس میں سفر کریں تو دماغ کی چولیں ہل جاتی ہیں۔ مگر جو سفر گھنٹوں، ہفتوں کا نہیں بلکہ مہینوں پر پھیلا ہوا ہے۔ جہاں کی سڑکیں اور جغرافیائی حالات و زبان بھی اجنبی ہو۔ ایسی صورت میں دس ہزار حجاج کو پرائیویٹ ٹرانسپورٹروں کے حوالے کرنے سے پہلے لاکھ مرتبہ سوچنا ہوگا۔

اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل گزارشات میں سے شاید کوئی قابل توجہ سمجھی جائے۔

۱- اگر خشکی کے راستے حجاج کو بھیجنا ضروری ہے تو اس طویل سفر کے لیے حکومت خود مخصوص قسم کی لکشری، کوچز کا انتظام کرے جن میں کھلی سیٹوں کے ساتھ ساتھ سونے کے لیے بھی انتظام ہو۔ اس کے علاوہ نہانے اور قضائے حاجت کے لیے بھی انتظام ہو۔ دوسرے ممالک میں اس قسم کی بسیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ ایران اور سعودی عربیہ کی اس قسم کی بسیں چند ایک پاکستان میں بھی دیکھی جاتی ہیں اگر حکومت خود انتظام نہ کر سکے تو پرائیویٹ ٹرانسپورٹرز کی کارپوریشنوں سے کہا جائے وہ اپنے منافع کے لالچ میں بڑی خوشی سے ایسی بسیں مہیا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کاروبار میں ان کو لاکھوں کا منافع ہوگا۔

۲- خشکی کے راستے سفر کرنے والے ہر حاجی کا لازمی بیمہ ہونا چاہیے تاکہ خدانخواستہ کسی حادثہ کی شکل میں پسماندگان کی کفالت کا کچھ وسیلہ بن سکے۔

۳- افغانستان، ایران، عراق، کویت اور ریاض میں حجاج کے ایک آدھ روز قیام کرنے کے سلسلہ میں خاص انتظام کیا جائے جہاں حجاج کچھ آرام اور کھانے پینے کی سہولتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

۴- اس سفر پر روانہ ہونے والی بسوں کے ڈرائیوروں کو چند روز کی خاص تربیت دی جائے جس میں نظم و ضبط اور مسافروں سے حسن سلوک اور بیرونی ممالک کے قوانین ٹریفک کی ٹریننگ شامل ہو۔

۵- حجاج کی سہولت کے لیے "رہنمائے حج" ایسے نام سے ایک جامع کتاب شائع کی جائے جس میں مناسک حج کی ادائیگی، مسنونہ دعاؤں کے ساتھ ساتھ روزمرہ استعمال میں آنے والی جدید عربی ترجمہ کے ساتھ لکھی جائے تاکہ حجاج کو وہاں کے قیام اور ضروری اشیاء کی خرید و فروخت کے سلسلہ میں آسانی حاصل ہو۔

۶- جدّہ، مکہ مکرمہ، اور مدینہ منورہ میں پاکستانی حجاج کے قیام اور نظام صحت کو برقرار رکھنے کے لیے خصوصی انتظامات کیے جائیں۔ ان انتظامات کو بہتر بنانے کے لیے ہر سال حکومت کی طرف سے بڑے بڑے دعووں کے باوجود حجاج کو شدید پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۷- حکومت ازراہ کرم اس سال بہت سے صحافیوں اور علماء کو حجاج کے ساتھ بھیجنے کا انتظام کر رہی ہے۔ یہ ایک مستحسن اقدام ہے۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے لوگوں کو وہاں بھیجا جائے جو عربی زبان میں عربوں کو اپنے مسائل سے آگاہ کر سکیں۔

۸- جانے یا نہ جانے ہم لوگ بھارت سے بڑے بھائی کے سے سلوک کی توقع کر رہے ہیں، مگر شاید یہ دھوکا ہوگا۔ شملہ معاہدہ کے بعد بھارت کی پوری کوشش ہوگی کہ عالم اسلام کے اس عظیم اجتماع میں اپنی چرب لسانی سے مشرقی پاکستان پر اپنے غاصبانہ قبضہ اور ایک لاکھ ہماری افواج کے حبس بیجا کو جائز قرار دینے کی سعی کرے اس لیے پاکستانی سفارت خانہ کو اس کا خاطر خواہ جواب دینے کے لیے چوکس رہنا ہوگا۔

مولانا عبدالرحیم اشرفی کا انتقال پُر ملال

دینی حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج و غم کے ساتھ سنی جائیگی کہ قدوۃ السالکین حضرت شیخ مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شیخ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند نادر جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم مولانا قاری عبید اللہ اور مولانا عبدالرحمٰن کے برادر اصغر مولانا عبدالرحیم صاحب میو ہسپتال میں چند روز بیمار رہ کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مولانا عبدالرحیم نہایت متقی زاہد اور مرنجاں مرنج تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں دیگر بھائیوں کی طرح بہت سی خوبیوں اور اوصاف سے متصف کیا تھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی مغفرت کر کے جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر و استقامت کی توفیق بخشے۔ (شریک غم ادارہ)

دعائے مغفرت

میری ہمشیرہ کلاں نے داعی اجل کو لبیک کہا ہے۔ مرحومہ عابدہ زاہدہ صائمۃ الدہر صادقۃ فی القول والعمل تھی اور میرے لیے والدین مرحومین کے صحیح خلافت کا کام دیتی تھی۔ مقبول الدعا تھی۔ چند دن بیمار رہ کر داعی اجل کو لبیک فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین خدام الدین کی خدمت میں التماس ہے کہ مرحومہ کے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں کریں اور حق تعالیٰ مجھے صبر جمیل عطا فرمائیں۔

نیز حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ صاحب مقیم حرمین شریفین میرے بھائی عبدالقادر کے کلاس فیلو تھے دیوبند میں دورۂ حدیث میں اکٹھے تھے۔ مرحوم کبھی کبھی حضرت مرحوم حافظ حبیب اللہ صاحب کا بیان فرمایا کرتے تھے۔ دعائے مغفرت کے لیے درخواست عوام و خواص اور احقر بروقت دست بدعا ہے کہ مرحوم کی روح مبارک حضرت لاہوری سے جا ملی ہو۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

از طرف احقر محمد علی خطیب مسجد سنہری لاہور

تحریکِ آزادی میں علماء کے مجاہدانہ کارنامے

قسط ۳ —— محمد طفیل ایم، اے

غرض شاہ صاحب درد بھرے دل کے ساتھ مسلمانوں کے ایک ایک طبقے سے مخاطب ہوتے ہیں، انہیں ان کے فرائض اور ذمہ داریاں یاد دلاتے اور حالات کا مقابلہ کر کے عظمتِ رفتہ کا دَور واپس لانے پر ابھارتے ہیں۔ شاہ صاحب نے جس طریقے سے مسلمانوں کے مختلف طبقات کو مخاطب کیا اور انہیں ان کے عیوب پر ٹوکا، ان کی ذمہ داریاں یاد دلائیں اور انہیں اپنی اصلاح کی دعوت دی ہے۔ وہ بذاتِ خود ایک جنگ ہے کیونکہ ایسا کرنا گویا ان طبقوں کی دشمنی مول لینے کے مترادف تھا۔ شاہ صاحب نے حکمرانوں تک کو معاف نہیں کیا بلکہ انہیں کھری کھری سنائیں اور ان کی کوتاہیاں ان کے منہ پر دے ماری ہیں۔

جس درد بھرے دل کے ساتھ شاہ صاحب رح مسلمانوں کے مختلف طبقوں سے مخاطب ہوتے ہیں اس سے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل کام نہیں کہ اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی کیا حالت ہو چکی تھی۔ اس سے شاہ صاحب کے جذبات و احساسات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ کس طرح ان کا دل مسلمانوں کی حالتِ زار پر خون کے آنسو رو رہا تھا اور ان کی دور بین نگاہیں مسلمانوں کو کس قعرِ مذلت میں گرتے ہوتے دیکھ رہی تھیں۔ شاہ صاحب کا پیغام کیا تھا گویا قدرت کی طرف سے برِ صغیر کے مسلمانوں کو خطرے کا ایک الارم دیا جا رہا تھا کہ مکافاتِ عمل کا وقت قریب ہے۔ اب بھی سنبھل جاؤ۔ شاہ صاحب مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے میں مصروف تھے لیکن قوم کی یہ حالت تھی کہ وہ اس آواز پر کروٹ بدلتی اور پھر خراٹے لینے لگتی تھی۔

سیاسی اقتدار کی چھاؤں کیا ڈھلی مسلمانوں پر ادبار و انحطاط کی آندھیاں چلنے لگیں۔ سکھوں اور مرہٹوں کی طرف سے مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے گئے ان کا نقشہ آپ کے بڑے صاحبزادہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے اپنے عربی کے اشعار میں کھینچا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مسلمان کس تباہی اور بربادی سے دوچار ہو رہے تھے۔ یہاں آپ کے چند عربی اشعار کا ترجمہ پیش کرنے پر اکتفا کروں گا۔

"اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سکھوں اور مرہٹوں کو ہماری طرف سے بہت بڑا بدلہ چکھائے اور جلد چکھائے۔ انہوں نے اللہ کی مخلوق کا وسیع پیمانے پر قتلِ عام کیا۔ اور گڈریوں اور جہلا کے طبقے کو بھی نہیں بخشتا۔ وہ ہماری بستیوں اور آبادیوں پر ہر سال ٹوٹ پڑتے ہیں، لوٹ مار کرتے ہیں۔ دن دہاڑے اور شام کے وقت علاقوں میں داخل ہو جاتے ہیں پھر کسی کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں رہتی، کوئی فریاد رس اور اللہ سے ڈرنے والا نہیں رہا سردیوں کا موسم آ گیا اور دل بہت پریشان ہے یہ پریشانی سکھ قوم سے ہے اور پریشانی کی وجہ بھی معقول ہے۔ اللہ اس ملک میں انہیں نابود کرے یہ ہمارے بدترین دشمن اور غولِ بیابانی ہیں" اپنے چچا حضرت اہل اللہؒ کے نام اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

"معلوم ہوا ہے کہ ملک پھر تباہ و برباد ہونے والا ہے اور یہ تباہی ظالم اور بدکردار لوگ لائیں گے آپ شاید اس سے بے خبر نہ ہوں۔ سکھ قوم نحوست کی نشانی بن گئی ہے۔ ہر بستی کو انہوں نے پست کر دیا۔ قلعے اور گڑھیاں فتح کر رہے ہیں۔ یہ قوم مال جمع کرنے کی بھوکی ہے۔ ہمارے کتنے ہی یتیموں کو انہوں نے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا۔ جو بھی ان کی راہ میں آتا ہے اسے موت کا پیالہ پینا پڑتا ہے۔ آج مائیں اپنے ان بچوں کو جنہیں انہوں نے دودھ پلایا تھا اور دودھ پلا رہی ہیں، بھول گئی ہیں۔"

سیر المتاخرین کا مصنف طباطبائیؒ لکھتا ہے:۔

"کہ سکھوں کا طریقِ کار یہ تھا کہ مسلمانوں کی آبادیوں پر جہاں کہیں قابو پاتے چڑھ دوڑتے، جہاں کوئی مسلمان ملتا اسے زندہ نہ چھوڑتے، یہاں تک کہ کمسن بچے بھی ان کی تیغِ ستم سے نہ بچ سکتے تھے۔ حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو باہر نکالتے اور انہیں ہلاک کر دیتے" مرزا حیرت دہلوی نے لکھا ہے کہ یہ لوگ زندہ مسلمانوں کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیتے تھے۔"

پنجاب میں سکھوں کے لیڈر بندہ بیراگی نے قیامت کا سماں پیدا کر رکھا تھا۔ مرہٹوں نے جنوبی ہند سے اپنی سرگرمیوں کا آغاز کیا تھا وہ وسطی ہند اور شمالی ہندوستان پر چھا گئے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے دہلی کو لوٹا اور مغل بادشاہ سے خراج وصول کیا۔ شاہ صاحب اس وقت سنِ شعور کو پہنچ چکے تھے۔ وہ یہ تمام تباہی و بربادی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"ان دونوں فرقوں کی نسبت یہ ہے کہ جہاں وہ قابو پالیں وہ مخلوقِ خدا کے تمام ذرائع معاش سمیٹ لیں۔ زمینداری اور پٹواری کا کام بھی ان لوگوں نے پرانے لوگوں کے ہاتھوں سے چھین لیا ہے اور اصل لوگوں کو نکال باہر کیا ہے اور ہر جگہ اپنا عمل دخل قائم کر لیا ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ روئے زمین کے مالک بن جائیں"۔ دہلی پر مرہٹوں کے حملے اور ان کی لائی ہوئی تباہی کا تماشہ شاہ صاحب نے اپنی آنکھوں سے کیا تھا۔ بھاؤ مرہٹوں کا سپہ سالار تھا اس نے دہلی پر قبضہ کر کے محلات کو لوٹا، شاہی خزانہ لوٹ لیا گیا۔ محلات اور مسجدوں کے قیمتی پتھر اتار لیے گئے سلطنت کے تمام کارخانے مرہٹوں کے قبضہ میں آ گئے۔ دہلی کے لال قلعہ کی سپرداری نارو شنکر کو دی گئی اور قلعہ میں مرہٹوں کا فوجی دستہ رہنے لگا۔

بنگال میں انگریزوں کا تسلط

یہ تو تھی پنجاب اور شمال اور جنوبی ہند کی حالت، بنگال میں انگریز اپنے قدم جما چکا تھا لارڈ کلائیو نے پلاسی کے میدان میں سراج الدولہ کو شکست دے کر بنگال سے مسلمانوں کے اقتدار کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اس شکست میں میر جعفر نے کھلی غداری کی۔ نواب کے ہندو ملازمین بھی انگریز سے مل گئے تھے۔ ورنہ نواب سراج الدولہ کی فوجی قوت اتنی مضبوط تھی کہ وہ انگریز کو سرزمین بنگال سے باہر دھکیل سکتا تھا لیکن غداروں نے وطن فروشی کا ثبوت دیا۔ اور محض دولت و اقتدار کی خاطر ایک عظیم الشان اسلامی سلطنت کا پرچم سرنگوں کر دیا۔ پلاسی کی لڑائی پانی پت کی لڑائی سے تین سال قبل ہوئی۔ یہ سب کچھ شاہ صاحب کے سامنے ہو رہا تھا اور وہ اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ کر اس کے اسباب و علل تلاش کرنے اور مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کو واپس لانے کے منصوبے بنا رہے تھے۔

شاہ صاحب نے ایک دو نہیں دس مغل حکمرانوں کا دَور دیکھا تھا ان میں سے کوئی ایک حکمران بھی ایسا نہ تھا جو مسلمانوں کی حالتِ زار کو سدھارتا یا جس کے عہد میں مسلمانوں کو چین اور سکھ کا سانس لینا نصیب ہوتا۔ بلکہ ہُوا یوں کہ روز بروز مسلمانوں کی حالت پتلی ہوتی گئی اور ہر آنے والا مسلمان حکمران اپنے پیش رَو کی نسبت زیادہ بے اختیار، کم مایہ، کم حوصلہ، تساہل پسند بے اثر اور عیش کوش ثابت ہوا۔ ان مسلمان حکمرانوں کے عہد میں ہندوستان میں نہایت خونی واقعات رونما ہوئے۔ کئی مغل حکمران بے کسی کی موت مارے گئے۔ نادر شاہ کو ایک سازش کے تحت برصغیر پر حملہ کرنے کی دعوت دی گئی۔ دراصل ایرانی علماء تورانی علماء سے انتقام لینا چاہتے تھے۔ نادر شاہ قہرِ خداوندی بن کر ۱۷۳۹ء کو دہلی پر حملہ آور ہوا اور دہلی کی سرزمین کو مسلمانوں کے خون سے لالہ زار کر گیا۔ شاہ صاحب نے یہ

اندوہناک سانحہ بھی دیکھا۔ مسلمان نادر شاہی مظالم سے سہمے ہوئے تھے کسی کو دم مارنے کی جرأت نہ تھی۔ ان حوصلہ شکن حالات میں شاہ صاحب نے دہلی کے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کی۔ انہوں نے نادر شاہی مظالم کے باوجود مسلمانوں کو اپنی تحریر و تقریر سے زندہ رہنے کا حوصلہ دے دیا۔ ورنہ ہزاروں مسلمان خودکشی کا ارادہ کر چکے تھے ـــ فرخ سیر کے قتل سے لے کر سادات بارہ یعنی سید بھائیوں کے عروج و زوال، تورانی امراء کا عروج، مرہٹوں اور سکھوں کی کامیابی، نادر شاہ کا قتل عام، پانی پت کی تیسری جنگ، مغربی قوتوں کا ہندوستان پر تسلط۔ غرض شاہ صاحب نے یہ سب کچھ دیکھا اور سنا۔ اور وہ ان حالات سے اثر قبول کیے بغیر نہ رہ سکے۔ دہلی دارالسلطنت تھا اور خود شاہ صاحب کا مستقر بھی ان تمام حالات و واقعات کا اثر دہلی پر پڑنا لازمی تھا۔ یوں شاہ صاحب ان حالات و واقعات سے براہ راست متاثر ہو رہے تھے۔ وہ خاموش تماشائی بن کر نہیں بیٹھے بلکہ انہوں نے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے قلم سے تلوار کا کام لیا۔ وہ مسلمانوں کو آنے والے حالات سے باخبر کرنا چاہتے تھے۔ اس معاملے میں وہ کسی مصلحت کو آڑے آنے نہیں دیتے بلکہ جس طبقے میں جو خامی اور جو برائی دیکھتے ہیں وہ اس کے منہ پر بیان کر کے اسے اصلاح کی دعوت دیتے۔ اور اصلاح و تعمیر کا راستہ بھی بتاتے ہیں۔ شاہ صاحب کا یہ کردار میدان جنگ میں ایک سپاہی کے کردار سے زیادہ مؤثر اور بار آور ثابت ہوا۔ اس لیے کہ جہاں تک عسکری قوت کا تعلق تھا وہ شاہ صاحب کے بس میں نہ تھی وہ صاحبِ اقتدار نہ تھے اور جو صاحب اقتدار تھے وہ اپنی عسکری قوت کو منظم کرنے اور اسے مسلمانوں کے تحفظ اور دین کی بقاء کے لیے استعمال کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ وہ صرف اپنے اقتدار کا تحفظ چاہتے تھے اس لیے حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنے نظریات و تصورات کو عام کرنے کے لیے قلم کا جہاد کیا وہ اس دور کے علماء، حکام، طلبہ، فوجی، اہل حرفہ، صوفیاء و مشائخ، کاشتکاروں، امراء و رؤساء اور عام مسلمانوں سے نہایت دردمندانہ انداز میں خطاب کرتے ہیں۔ شاہ صاحب نے مسلمانوں کو آزادی کی جنگ لڑنے کے لیے تیار کیا اور انہیں آئندہ حالات سے نمٹنے کے لیے کمربستہ رہنے کا سبق دیا۔ وہ ایک ایسی تحریک برپا کر گئے جو ان کی زندگی میں ہی برگ و بار لانے لگی تھی اور ان کی وفات پر بمشکل نصف صدی گزری تھی کہ ان کا لگایا ہوا پودا تن آور درخت بن گیا۔ حضرت سید اسمٰعیل شہید اور حضرت سید احمد شہید بریلوی نے سامراجی طاقت کے خلاف ہتھیار اٹھا کر اعلان جہاد کر دیا اور مسلمانوں کو سکھوں سے نجات دلانے کے لیے تن من دھن کی بازی لگا کر جان تک ہار گئے۔ اگرچہ یہ تحریک کامیاب نہ ہو سکی لیکن کسی تحریک کی حقیقت و اصلیت کا اندازہ محض اس کی کامیابی یا ناکامی سے نہیں لگایا جا سکتا۔ ورنہ کتنے ہی پیغمبر ایسے گزرے ہیں جن کا مشن بظاہر ناکام دکھائی دیتا ہے یہاں تک کہ عذاب خداوندی نے ان کی نافرمان امتوں کا خاتمہ کر دیا۔

شاہ ولی اللہؒ کی تحریک کے اثرات

دیکھنا یہ ہے کہ شاہ صاحب نے جو تحریک برپا کی تھی۔ اس نے آگے چل کر کیا رخ اختیار کیا اور جنگِ آزادی میں اس تحریک کا کیا کردار رہا۔ یہ وہ پہلو ہیں جن کا ذکر اپنے اپنے مقام پہ آئے گا۔ بہرحال شاہ صاحب جب مسلمانوں کے ایک ایک طبقے کو دعوت اصلاح و عمل دے چکے تو انہوں نے مرہٹہ اقتدار سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے تلوار سونتی۔ اس میدان میں بعض دوسرے مسلمان حکمران اور زعماء بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ یہ لوگ شاہ صاحب کے نظریات سے پوری طرح متفق تھے اور انہیں آگے بڑھانا چاہتے تھے لیکن شاہ صاحب دیکھ رہے تھے کہ اگر مرہٹہ گردی سے مسلمانوں کو بچایا نہ گیا تو ان کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہو گا۔ چنانچہ جب نجیب الدولہ، شجاع الدولہ، دوندے خاں اور حافظ رحمت خاں مسلمانوں کو مرہٹوں کے عذاب سے بچانے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے لگے تو حضرت شاہ صاحب قبلہ بھی مستعد ہو کر میدان میں آگئے ان تمام اصحاب نے مل کر احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر حملہ کرنے اور مسلمانوں کو مرہٹوں کے ظلم و ستم سے نجات دلانے کی دعوت دی۔ اس دعوت میں حضرت شاہ صاحب بھی شامل تھے اس لیے کہ وہ دیکھ چکے تھے کہ اگر مسلمانوں کو اس طوفان بلاخیز سے بچایا نہ گیا تو پھر ان کی خیر نہیں اور حقیقت بھی یہ ہے کہ اگر احمد شاہ ابدالیؒ پانی پت کی تیسری جنگ میں مرہٹوں کی کمر ہمت نہ توڑتا تو مسلمانوں کا وہ حال ہوتا کہ چشم فلک نے ایسی تباہی نہ دیکھی ہوتی، ہندو اپنی ہزار سالہ غلامی کا بدلہ چکانے کے لیے مسلمانوں کو اس طرح ذلیل کرتا کہ وہ اپنا قومی وجود بھی برقرار نہ رکھ سکتے۔

بہرحال برصغیر کے مسلمان زعماء کی دعوت پر جب احمد شاہ ابدالیؒ یہاں پہنچا تو دیگر مسلمان زعماء کے ساتھ ہمیں حضرت شاہ صاحب بھی میدانِ جنگ میں تلوار سونتے نظر آتے ہیں۔ پانی پت کی تیسری جنگ کی تفصیلات ہمارے موضوع سے خارج ہیں۔ بہرحال شاہ صاحب نے مسلمان زعماء کو یہ سبق دیا کہ اگر اسلام کی بقاء اور خود مسلمانوں کے قومی وجود کا تحفظ منظور ہے تو ہر طبقہ فکر کے مسلمانوں کو جہاد بالقلم اور جہاد بالسیف سے کام لینا ہو گا اور خود انہوں نے ان دونوں میدانوں میں پہل کی اور ذاتی طور پر ایسی شاندار مثال قائم کی جو ہمیں اپنی قومی تاریخ میں شاذ و نادر ہی نظر آتی ہے۔

غرض ایک شخص جو اپنی دینی خدمات کی بدولت آگے چل کر امام الہند کہلایا وہ مسلمانوں کے لیے اپنے سینے میں اتنا درد اور سوز رکھتا تھا کہ وہ شب و روز اس خفتہ بخت قوم کو بیدار کرنے میں مصروف رہا۔ شاہ صاحب کا کردار ہماری تحریکِ آزادی میں ایک عالم بے بدل اور ایک مجاہد کا کردار ہے۔ ان کی ذات میں علم و شجاعت کا بڑا حسین امتزاج تھا مسلمانوں کی حالتِ زار پہ ان کا دل کڑھتا تھا لیکن وہ بے بس تھے۔ بہرحال انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی عظمت رفتہ واپس لانے اور ان کی آزادی کے تحفظ و بقا کی خاطر جو قربانیاں دیں وہ بے مثال ہیں۔ انہوں نے صرف وقتی اہمیت کے کام ہی نہیں کیے بلکہ دور رس اثرات مرتب کرنے والے اقدامات کیے۔ ان کی فکری تحریک نے جلد ہی اپنی جڑیں مضبوط کر لیں۔ ان کی وفات کے صرف ۵۰ سال بعد حضرت سید احمد شہید اور شاہ اسمٰعیل شہید نے مسلمانوں کو سکھوں کی چیرہ دستیوں سے محفوظ کرنے کے لیے علم جہاد بلند کیا اور تھوڑے ہی عرصہ بعد برصغیر کے مسلمان حصول آزادی کے لیے انگریز کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس جنگ آزادی کے زعماء کی بڑی تعداد ولی اللہی مکتب فکر کی تربیت یافتہ تھی۔ شاہ صاحب کی تحریک نے آگے چل کر کیا رخ اختیار کیا اس کا ذکر انشاء اللہ آئندہ قسط میں کیا جائے گا۔

فرمودات حضرت شیخ التفسیرؒ

- ★ بیماری انسان کے لیے تنبیہ ہے۔
- ★ نیک کمائی سے نیک صلاحیت پیدا ہوتی ہے جس کی غذا گندی اس کے ضمیر کی آواز بھی گندگی سے آلودہ ہو گی۔
- ★ جو شخص کسی کو فریب نہیں دیتا، وہ ہر کسی کے نزدیک عزت حاصل کر لیتا ہے۔
- ★ بد کبھی عزت حاصل نہیں کر سکتے اور نیک کبھی رسوا نہیں ہو سکتے۔
- ★ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں کامل ہو گیا ہوں قبر میں داخل ہونے سے پہلے ہر وقت خطرہ ہے۔
- ★ شیخ کی طرف اپنے آپ کو منسوب تو سب کرتے ہیں مگر پختہ وہی ہوتا ہے جو صحبت میں مدتِ مدید پانے کے بعد پک کر نکلے۔

مساواتِ اسلام



از: مولوی فقیر محمد
لائلپور

حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں مسجد نبوی ہی ایوانِ حکومت تھا اور اسی کے کچے فرش پر بیٹھ کر ایشیا اور افریقہ کی قسمتوں کے فیصلے ہوا کرتے تھے۔ پانچوں وقت کی نماز بھی خلیفہ وقت اس مسجد میں پڑھایا کرتے تھے۔ غرض مسجد ہر وقت آنے جانے والوں سے بھری رہتی تھی۔

حضرت عباسؓ چچا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان مسجد نبوی سے متصل واقع تھا اور اس کا پرنالہ مسجد میں گرتا تھا۔ بعض اوقات اس میں سے پانی آتا تو نمازیوں کو تکلیف ہوتی حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں مسجد اور نمازیوں کی خاطر اس پرنالے کو اکھڑوا دیا۔ حضرت عباسؓ مکان کے مالک اس وقت موجود نہ تھے۔ جب حضرت عباسؓ باہر سے واپس آئے تو یہ جبر دیکھ کر نہایت برافروختہ ہوئے اور فوراً مفتیٔ شہر کے ہاں خلیفۂ وقت پر دعوےٰ دائر کر دیا۔ اسی پر حضرت سیدالانصار ابی بن کعبؓ نے دنیا کے سب سے بڑے حکمران کے نام فرمان جاری کر دیا کہ آپ کے خلاف عباس بن عبدالمطلب نے مقدمہ دائر کیا ہے اور انصاف چاہا ہے۔ آپ حاضر ہو کر مقدمہ کی پیروی کریں۔ کوئی معمولی حاکم یا بادشاہ ہوتا تو اس طلبی کو اپنی سخت توہین سمجھتا۔ مگر عرب و عجم کا شہنشاہ نہایت سادگی کے ساتھ تاریخ مقررہ پر حضرت ابی بن کعبؓ کے مکان پر حاضر ہو گیا۔ اندر آنے کی اجازت بہت دیر میں ملی۔ کیونکہ حضرت ابی بن کعبؓ نہایت مصروف تھے۔ اتنی دیر حضرت امیرالمومنینؓ باہر کھڑے انتظار کرتے رہے۔

مقدمہ پیش ہوا تو پہلے حضرت عمرؓ خلیفہ وقت نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر فاضل منصف نے فوراً روک دیا۔ اور فرمایا مدعی کا حق ہے کہ پہلے اپنا دعوےٰ پیش کرے۔ مہربانی فرما کر آپ خاموش رہیں۔ بات قاعدہ کی تھی۔ امیرالمومنین چپ ہو گئے اور مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

حضرت عباسؓ نے بیان دیا۔ جناب میرے مکان کا پرنالہ شروع سے مسجدِ نبوی کی طرف تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی یہیں رہا۔ اور حضرت خلیفہ اوّل ابوبکر صدیق کے عہد میں بھی اسی جگہ رہا۔ مگر اب امیرالمومنین نے اس کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔ جس سے میرا نقصان بھی ہوا اور مجھے بے حد تکلیف بھی پہنچی میری عرض ہے کہ میرا انصاف کیا جائے۔

حضرت ابی بن کعب نے فرمایا بے شک آپ کا انصاف کیا جائے گا۔ فرمایئے امیرالمومنین! آپ صفائی میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

حضرت عمرؓ نے کہا۔ پرنالہ بے شک میں نے اکھڑوا دیا اور میں ہی اس کا ذمہ دار ہوں۔

حضرت ابی بن کعبؓ: آپ کو دوسرے کے مکان میں اجازت اس طرح مداخلت بے جا سے اجتناب کرنا چاہیے تھا۔ آپ وجہ بتائیں کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟

حضرت عمرؓ: اے محترم ابوالفضل! پرنالہ میں سے بعض اوقات پانی آتا تو چھینٹیں اُٹھ کر نمازیوں کے کپڑوں پر پڑتیں۔ اس لیے لوگوں کی سہولت اور آرام کے لیے میں نے پرنالہ کو اکھڑوا دیا۔ اس معاملہ میں جہاں تک میں سمجھتا ہوں میں نے کوئی ناواجب بات نہیں کی۔

حضرت ابی بن کعبؓ: بولیے ابوالفضل! آپ اس کے جواب میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

حضرت عباسؓ: واقعہ یہ ہے کہ حضرت رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے لیے خود اپنی چھڑی مبارک سے زمین پر نشانات قائم کیے اور میں نے انہیں نشانات پر اپنا مکان بنایا۔ جب مکان بن چکا تو یہ پرنالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حکم سے اسی جگہ رکھوایا۔ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے کندھوں پر کھڑے ہو جاؤ اور پرنالہ یہاں لگا دو۔ میں نے ادباً انکار کیا مگر حضورؐ نے بہت اصرار فرمایا۔ چنانچہ حضور نیچے کھڑے ہو گئے اور میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضورؐ کے کندھوں پر چڑھ کر یہ پرنالہ یہاں لگا دیا تھا۔ یہاں سے اب امیرالمومنینؓ نے اکھاڑ دیا۔

حضرت ابی بن کعبؓ: ابوالفضل! کیا اس واقعہ پر کوئی گواہ پیش کر سکتے ہیں۔

حضرت عباسؓ: ایک دو نہیں متعدد گواہ پیش کیے جا سکتے ہیں۔

حضرت ابی بن کعبؓ: اچھا لایئے اور ابھی لایئے تاکہ جھگڑے کا فیصلہ ابھی ہو جائے۔

حضرت عباسؓ باہر نکلے اور چند انصاریوں کو تلاش کر کے لائے جنہوں نے شہادت دی کہ ہمارے سامنے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عباسؓ کو اپنے کندھوں پر چڑھا کر پرنالہ نصب کرنے کا حکم دیا تھا۔ گواہی ختم ہوتے ہی دنیا کا سب سے بڑا شہنشاہ جواب تک آنکھیں نیچے کیے سامنے کھڑا تھا آگے بڑھا اور حضرت عباسؓ سے کہنے لگا۔ اے ابوالفضل! خدا کے لیے میرا قصور معاف کر دیں مجھے ہرگز علم نہ تھا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود ہی یہ پرنالہ یہاں لگوایا تھا ورنہ بھول کر بھی یہ فعل مجھ سے سرزد نہ ہوتا۔ بھلا میری کیا مجال تھی کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لگوائے ہوئے پرنالے کو اکھاڑتا۔ یہ جو کچھ ہوا لاعلمی میں ہوا۔ اب اس کی تلافی اسی طرح ہو سکتی ہے کہ آپ میرے کندھوں پر کھڑے ہو کر پرنالے کو بدستور اپنی جگہ پر لگا دیں۔

حضرت ابی بن کعب: ہاں امیرالمومنین! انصاف یہی چاہتا ہے کہ آپ کو ایسا ہی کرنا چاہیے۔

تھوڑی دیر کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ قیصر و کسریٰ کے بادشاہوں کو شکست دینے والا جرنیل نہایت مسکینی کے ساتھ دیوار کے نیچے کھڑا ہے اور عباسؓ اس کے کندھوں پر چڑھ کر پرنالہ کو اسی جگہ پر لگا رہے ہیں۔ دنیا کی تواریخ ٹٹول ڈالو۔ اپنے مطاع کی ایسی اطاعت و محبت، انصاف و عدل اور مساوات کا ایسا محیرالعقول کارنامہ تم کہیں لکھا ہوا نہ پاؤ گے۔

جب پرنالہ نصب ہو چکا تو حضرت عباسؓ فوراً نیچے کود پڑے اور کہنے لگے۔ امیرالمومنینؓ! یہ جو کچھ ہوا اس حق کے لیے ہوا جو واقعی میرا تھا اب جب کہ آپ کی انصاف پسندی کی بدولت وہ حق مجھے مل چکا ہے تو میں اس بے ادبی کی معافی چاہتا ہوں۔ آپ کو اختیار دیتا ہوں اور نہایت خوشی کے ساتھ اپنے سارے مکان کو خدا کی راہ میں وقف کرتا ہوں اور آپ کو اختیار دیتا ہوں کہ اسے گرا کر مسجد نبوی میں شامل فرمائیں۔ تاکہ تنگی کی وجہ سے نمازیوں کو جو تکلیف ہوتی ہے وہ ایک حد تک دور ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ میری اس قربانی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

یہ کوئی فرضی افسانہ یا قصہ کہانی نہیں ہے بلکہ مستند تاریخی واقعہ ہے۔ متعدد تواریخ اس واقعہ کی صحت پر دال ہیں۔ تواریخ اسد الغابہ سیرۃ العباسؓ نزہۃ العباس اور سفرنامہ ابن بطوطہ کے علاوہ اور کئی کتابوں میں یہ واقعہ درج ہے۔

دوسرا واقعہ یہ ہے:-

حضرت مجاہد بیان فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز ابن عباسؓ کے پاس بیٹھے حضرت صدیق و فاروق رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے فضائل کا ذکر کر رہے تھے۔ حضرت فاروقؓ کا ذکر سن کر ابن عباسؓ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں آپ نے فرمایا میں نے بچشمِ خود دیکھا ہے کہ آپ نے اپنے فرزند ابو شحمہ پر حد قائم کی۔ جس سے وہ جانبر نہ ہو سکے۔ اس کی تفصیل یہ ہے:-

"میں ایک روز بہت سے لوگوں کے ساتھ

مسجد نبوی میں حضرت عمرؓ کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی اور اپنے بچے کو پیش کر کے رونے لگی۔ آپ نے اس کا سبب پوچھا تو عرض پرداز ہوئی کہ ایک روز میں بنی النجار کے باغ سے گزر رہی تھی۔ آپ کا لڑکا نشہ میں چور مجھے ورغلا کر باغ کی طرف لے گیا اور مجھ سے مطلب براری کی۔ میں نے شرم و ندامت سے اس واقعہ کو اپنے عزیزوں سے پوشیدہ رکھا۔ جب وضع حمل ہوا تو میں نے ارادہ کیا کہ نومولود کا گلا گھونٹ دوں مگر ممتا غالب آئی۔ اب میں آپ سے دادخواہ ہوں کہ حکم الٰہی کے موجب ہمارے درمیان فیصلہ فرمائیں۔

حضرتِ فاروقؓ نے ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ آپ لوگ منتشر نہ ہوں میں ابھی گھر سے ہو کر واپس آتا ہوں۔ گھر آ کر ابو شحمہ سے دریافت کیا۔ وہ کھانا کھا رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ شاید یہ تمہارا آخری رزق ہے جلد فراغت حاصل کر لو۔ یہ سن کر ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ ور کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا۔ حضرت فاروقؓ نے سم دے کر ان سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی شراب ں ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں مجھ سے ایک تبہ ایسا قصور ہوا ہے۔ اس کے بعد میں اس سے ئب ہو چکا ہوں۔ پھر آپ نے قسم دے کر فرمایا۔ یا تم نے حالتِ نشہ میں کسی عورت سے بدکاری ی تھی۔ اس پر انہوں نے شرم و ندامت سے سر جھکا لیا۔ دوبارہ پوچھنے پر اپنے جرم کا اعتراف ور توبہ و انابت کا اقرار کیا۔ آپ نے فوراً ان کا گریبان تھام لیا اور کشاں کشاں مسجد کی طرف لے آئے۔ یہاں اصحاب رسولؐ کا مجمع پہلے سے موجود تھا آپ نے سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ عورت سچ کہتی ہے اور ابو شحمہ مجرم ہے۔ آپ نے اپنے غلام اصلح کو حکم دیا کہ کپڑے اتروا کر اس پر حد جاری کی جائے۔ ابو شحمہ نے رحم کی درخواست کی جو حضرت عمرؓ نے رد کر دی اور جواب دیا۔ کہ اللہ تعالےٰ تم پر رحم کرے۔ میں نے حد تم پر اس لیے جاری کی ہے کہ پروردگار تم پر رحم کرے۔

جب ابو شحمہ دُرّوں کی تاب نہ لا کر مسلسل ضربوں سے ضعیف و ناتواں ہو گئے تو اصحابِ رسولؐ نے سفارش کی کہ کسی اور وقت پر بقیہ حد کو اٹھا رکھا جائے۔ فرمایا۔ جب معصیت میں دیر نہیں کی تو حد میں کیونکر دیر کی جا سکتی ہے۔ اسی اثنا میں ان کی والدہ کو خبر ملی۔ وہ بھی سفارش کے لیے آئیں۔ جب دُرّہ زنی اپنی آخری حد کے قریب پہنچی تو ابو شحمہ نے اپنی نحیف آواز میں یا ابت السلام علیک کہا۔ حضرت فاروقؓ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ جب تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملو تو میرا سلام پہنچاؤ اور یہ عرض کرو کہ میں نے عمرؓ کو قرآن پڑھتے اور حدود قائم کرتے چھوڑا ہے۔ آخری دُرّہ پر ابو شحمہ نے ایک چیخ ماری اور جان بحق ہو گئے۔ حضرت فاروقؓ نے دوڑ کر گود میں اٹھا لیا۔ آنکھیں اشکبار تھیں۔ دل و جگر کے ٹکڑے ہوتے جا رہے تھے۔ آپ پیشانی کو چومتے۔ اپنی بھرائی ہوئی آواز میں فرماتے جا رہے تھے۔ تیرا باپ تجھ پر قربان ہو تو حق پر قتل ہوا۔

بقیہ : حافظ احمد یار قریشی

جناحؒ جیسی عظیم شخصیتوں سے ملاقاتیں کیں۔

سنہ ۱۹۳۳ء میں "حزب اللہ" کی تنظیم کے تحت کام کرتے ہوئے بہاول پور میں گرفتار ہوئے۔ ۱۹۶۵ء میں آپ نے علاقہ کے لوگوں کی تعلیمی حالت بہتر بنانے کے لیے باقاعدہ طور پر "جامعہ رحیمیہ" کی بنیاد ڈالی جو ایک نیک مقصد کے حصول کے لیے متواتر کام کر رہا ہے اس کے چار شعبے "شعبۃ البنات" "شعبۃ النساء" "شعبۃ الرجال" اور "شعبۃ التبلیغ" ہیں اس میں اسلامی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم کا بھی خاطر خواہ انتظام ہے جامعہ میں مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ بچے، بچیاں اور بالغ برابر جامعہ سے مستفید ہو رہے ہیں۔

مرحوم کی بیوہ ایک عالمہ و فاضلہ خاتون ہیں جن کی اعلیٰ رہنمائی اور عمدہ نگرانی میں قوم کی بچیوں کی تربیت ارفع نہج پر کی جا رہی ہے۔ مدرسہ کی معلمات تعلیم و تدریس کے علاوہ تبلیغ اسلام کا فریضہ بھی ادا کرتی ہیں۔

حافظ صاحب کی دینی خدمات روز روشن کی طرح واضح ہیں۔ آپ تبلیغی جماعت، اسلامی مشن پاکستان اور نگران کمیٹی شاہی مسجد الصادق بہاولپور" کے رکن کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

آپ صلح جو اور اتحاد پسند مسلمان تھے۔ چنانچہ آپ نے مسلم لیگیوں کے اتحاد کے لیے لیگرز گروپ کے صدر کی حیثیت سے کام کیا۔ علماء کے اتحاد کے لیے بھی حصہ لیا۔

سقوط مشرقی پاکستان پر آپ کو دلی صدمہ پہنچا آپ اسلامی نظام کے قیام کی ہر کوشش کو سراہا کرتے تھے۔ مرحوم بے بہا خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ محنتی، دیانتدار، با اصول، صلح جو، عالم اور فاضل انسان اور بے باک سیاست دان تھے۔

حافظ صاحب کا انتقال ۲۹ر جولائی ۱۹۷۲ء کی شب حرکت قلب بند ہو جانے سے ہوا دین اسلام اور مملکت پاکستان کی ایک شمع بجھ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی نماز جنازہ میں ہر مکتب فکر کے لوگوں پر مشتمل ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ مرحوم کی وفات حسرت آیات پر بہاول پور کے تمام مذہبی، سماجی اور سیاسی شخصیتوں نے تعزیتی پیغام بھیجے۔ مقامی اخباروں نے آپ کی موت کو بہاول پور کے لیے ایک عظیم سانحہ قرار دیا۔ مرحوم کی موت واقعی بہاول پور کے لیے خصوصاً اور پاکستان کے لیے عموماً بہت بڑا سانحہ ہے۔ مرحوم کے پسماندگان میں ایک بیوہ کے علاوہ سات لڑکے اور ایک دختر نیک اختر شامل ہیں۔ مرحوم کو قبرستان ملوک شاہ میں دفن کیا گیا۔

مسلمانوں کی عددی قوت

مسلمانوں کی صحیح تعداد معلوم کرنے کی کوشش امیر شکیب ارسلان نے کی تھی اور مذاہبِ عالم میں عبداللہ مدوسی نے کی۔ کوہستان کی رپورٹ مندرجہ ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۵ء کے مطابق مسلمانوں کی تعداد ۵۰ کروڑ ہے اور عیسائیوں کی اصلی تعداد ۵۲ کروڑ۔ کنفیوشس مت جو حکمران چین کا مذہب ہے ان کی تعداد ۳۰ کروڑ ہے، شنٹو مت جو حکومت جاپان کا مذہب ہے ۵ کروڑ، بدھ مت کی تعداد ۱۵ کروڑ، اصلی ہندوؤں کی تعداد ۲۰ کروڑ، سکھ ۶۳ لاکھ، یہود کی کل عالمی تعداد ۱½ کروڑ ہے۔ بھارت کی آبادی ۵۴ کروڑ پاکستان کی ۱۱ کروڑ ہے۔

دوسری چیز رقبہ ہے۔ دنیا کا کل رقبہ تقریباً ۱۳ کروڑ مربع میل ہے۔ جس میں ۳۴ فیصد پر اہل اسلام کا قبضہ ہے۔ باقی پر سب مذاہب شریک ہیں۔

تیسری چیز پیٹرول (سیاہ دولت) ہے۔ روس میں پیٹرول کی پیداوار ۳ کروڑ ٹن، یورپ ۰۰ لاکھ ٹن اور خرچ ۴۱ کروڑ ۲۰ لاکھ ٹن، امریکہ کا تیل عالمی پیداوار کا ۱۵ فیصد، روس و چین کا ۱۰ فیصد اور مشرقِ وسطیٰ کا ۷۰ فیصد عالمی پیداوار کا ہے۔ کل دنیا کے تیل کا ۷۵ فیصد صرف مشرقِ وسطیٰ میں پیدا ہوتا ہے جو اسلامی ممالک میں ہے۔

چوتھی چیز ربڑ ہے جو مواصلات وغیرہ کے لیے ضروری ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ ربڑ انڈونیشیا اور ملایا میں پیدا ہوتی ہے جو اسلامی ممالک ہیں۔

پانچویں ایک سنہری دولت یعنی پٹ سن جو تمام ممالک سے زیادہ مشرقی پاکستان میں ہے جو زرِ مبادلہ کمانے کا اہم ذریعہ ہے یہ بھی پاکستان کے اسلامی ملک میں تھا۔ مگر افسوس کہ اپنی غفلت اور نشاست اعمال کی وجہ سے جدا ہو گیا۔ نیز یہاں پر عمدہ قسم کی لکڑی کی بھی بہتات تھی جو چند اہم چیزوں کے بنانے میں کام آتی تھی۔

اسلامی یونین امریکہ کی ۵۰ ریاستیں ایک وحدت ہے۔ روس کی ۲۲ ریاستیں سوویٹ یونین کی شکل میں ایک وحدت ہے۔ دولت مشترکہ برطانیہ ۵ حکومتوں کی ایک وحدت ہے۔

جغرافیائی اتصال اسلامی یونین کے تمام اسلامی حلقوں میں پاکستان سے لے کر ترکی اور مراکش تک جغرافیائی اتصال ہے۔ البتہ دلوں میں اتصال باقی رکھنے کی ضرورت ہے۔ جس کا واحد ذریعہ اسلامی تعلیم اور جذبۂ اسلام کو فروغ دینا ہے۔

مرسلہ :
محمد حفیظ عمر، بہاولنگر

قاشیں

یوسف ازہر

گورے سے کالا؟

فرانس کے ایک لکھ پتی مسٹر پارہی کی بیوی میڈم پارہی نے گزشتہ ماہ جب ایک بچے کو جنم دیا۔ بچے کی پیدائش سے پہلے میاں بیوی کے تعلقات نہایت ہی خوشگوار تھے لیکن بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی مسٹر پارہی نے عدالت میں طلاق کی درخواست دے دی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بچے کا رنگ بالکل سیاہ تھا۔ خاوند نے کھلے الفاظ میں کہہ دیا کہ اس کی بیوی کے کسی افریقی حبشی سے ناجائز تعلقات ہیں۔ جب بچے کو عدالت میں پیش کیا گیا تو عدالت دم بخود رہ گئی۔ کیونکہ بچے کا رنگ واقعی سیاہ تھا۔ لیکن بچے کا چہرہ مہرہ اور خدوخال اپنے باپ مسٹر پارہی پر تھے۔ جب عدالت نے میڈم پارہی سے اپنی صفائی پیش کرنے کا حکم دیا۔ تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ صرف اتنا کہہ سکی کہ میں اپنے ایمان اور نسوانی حیا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں نے اپنے خاوند کی عزت پر بٹہ نہیں لگایا۔ یہ بچہ اسی کا ہے۔ رہا اس کے رنگ کا سوال تو میں خود بھی قدرت کے اس کرشمہ پر حیران ہوں۔ میں عدالت سے درخواست کرتی ہوں کہ اس بچے، اس کے باپ اور میرے خون کا طبی معائنہ کرایا جائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ میرے خلاف میرے شوہر نے جو شک ظاہر کیا ہے اس میں کہاں تک صداقت ہے؟ چنانچہ عدالت نے جب تینوں کے خون کا طبی معائنہ کرایا تو یہ تینوں خون ایک ہی جیسے عناصر تھے۔ بلکہ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ بچے کے خون کے عناصر بالکل وہی تھے جو اس کے باپ کے تھے

اِنسان ــــ جب خالق کائنات کو بھلا کر صرف "مادیات" کو خدا بنا لیتا ہے تو پھر اسی قسم کی الجھنوں اور وسوسوں کا شکار بن جاتا ہے اور پوری زندگی اضطراب اور پریشانیوں میں گزرتی ہے۔ لیکن اگر وہ اس بات پر ایمان لے آئے کہ مخلوقات کا پورا نظام خلقت خداوند قدوس کے قبضۂ اختیار میں ہے۔ مذکر اور مؤنث، لڑکے اور لڑکیاں۔ کالے اور گورے کی پیدائش، جانداروں میں سے مُردوں کو اور مُردوں (انڈوں) میں سے جانداروں کی نمود خالق کائنات اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کاملہ کے کرشمے ہیں تو پھر شک واضطراب اور بداعتمادی کی کیفیت باقی نہیں رہ سکتی

مِشنریوں کے کارنامے

"آنادھ بھارتیہ مسیحی یوک سماج" نے ملکہ الزبتھ کے نام ایک یادداشت بھیجی ہے کہ بھارت میں تمام برطانوی مشنری سوسائٹیوں سے انگریز باشندوں کو واپس بلایا جائے۔ کیونکہ بھارت میں عیسائی برطانوی مشنریوں کی موجودگی عیسائی فرقہ میں نفاق کا موجب بن رہی ہے۔ اور کئی گروہ بن گئے ہیں۔ یادداشت میں یہ بھی الزام لگایا گیا ہے کہ مشنریوں کے چلائے ہوئے تعلیمی ادارے مقامی عیسائیوں کی کوئی خدمت نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ اونچی سطح پر اونچے طبقے کے استفادہ کے لیے چلائے جا رہے ہیں۔

جو لوگ مسلمانوں میں فرقہ بندیوں کے عجیب و غریب افسانے گھڑتے ہیں ان کے لیے یہ خبر کافی ہے۔ باقی رہی مشنری تعلیمی اداروں کی بات تو پاکستان کا معاملہ بھارت سے مختلف نہیں ہے۔ یہاں کے "مشنری سکول" "مشنری ہسپتال بھی عیسائیوں یعنی چوہڑے چماروں کے خرچ پر نہیں چل رہے ہیں۔ ان میں عیسائی حکومتوں کی امداد کے علاوہ پاکستان کے کروڑپتی مسلمان سیٹھوں اور ملز مالکوں کے سرمائے اور تعاون کا خاصا حصّہ ہے۔ آپ کسی "مشنری سکول" کے لڑکے یا لڑکیوں کے اعداد وشمار معلوم کر لیں۔ ان میں آپ زیادہ تعداد امیروں، کارخانہ داروں، سیٹھوں اور مسلمان صاحب ثروت ہی کی اولاد پائیں گے

غیروں کے کرتوت

راولپنڈی کی خبر ہے۔ چکوال کے موضع کاسادال میں یہ اطلاع ملنے پر زبردست ہنگامہ برپا ہو گیا۔ کہ اٹک تیل کمپنی کے پانچ انگریز سروے افسروں نے ایک مسلمان لڑکی کے ساتھ منہ کالا کیا۔ گاؤں کے مسلمانوں نے اس حادثہ کے خلاف احکام سے سخت احتجاج اور ملزموں کو عبرت ناک سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ چند غیرت مند مسلمانوں کے احتجاج پر چکوال پولیس نے پانچوں انگریز گرفتار کر کے سب ڈویژنل مجسٹریٹ مسٹر سفدر گردیزی کی عدالت میں پیش کیے۔ جہاں انہیں دس دس ہزار کی ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

غور فرمایا آپ نے ـــ کہ ہماری عزت و ناموس لوٹنے اور ہماری غیرت کو چیلنج کرنے کے لیے اب غیر ملکیوں کو کس قدر جسارت آگئی ہے!

صِرف کتّوں پر!

معلوم ہوا ہے کہ ریاست دیر کے معزول نواب

انجمن خدّام الدین کے زیر اہتمام حسبِ سابق

دورۂ تفسیر

یکم شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ سے شروع ہو رہا ہے

قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے اتباع میں اس سال بھی تشنگان علوم قرآنیہ کے لیے یکم شعبان سے دورۂ تفسیر قرآن کا آغاز ہو رہا ہے۔
حضرت شیخ التفسیرؒ کے طریق تدریس کے مطابق جانشین شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی ربطِ آیات کے ساتھ قرآن کریم کی تفسیر پڑھائیں گے۔
قلم دوات، کاغذ اور قیام و طعام کا انتظام انجمن کی طرف سے ہو گا۔ کامیاب حضرات کو سید العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مفکر اسلام قائد انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ، محدث اعظم علامہ زماں سید الاتقیا حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، قطب زماں، ولی جلیل شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیّب مدظلہ العالی کی دستخط شدہ اسناد دی جائیں گی۔ حسب دستور فرقہ ہائے باطلہ کی تردید بھی پڑھائی جائے گی۔

نوٹ: موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔

ناظم انجمن خدّام الدین شیرانوالہ دروازہ، لاہور

شاہجہان خاں کے پالتو کتے فروخت کر دیے گئے ہیں۔ سابق نواب آف دیر تے اپنے محل میں اعلےٰ نسل کے کتے پال رکھے تھے جن کی تعداد بیس تھی۔ جن پر ہر ماہ سرکاری طور پر دس ہزار روپے خرچ ہوتے تھے۔ ان کی دیکھ بھال کے لیے دس ملازم تھے نیز کتوں کی طبی ضروریات کے لیے بارہ سو روپے ماہوار پر ایک تجربہ کار ڈاکٹر موجود تھا اس حساب سے ایک کتے پر دو سو روپے ماہوار خرچ ہوتا تھا۔ جب کہ کتوں کی خدمت کرنے والے انسان (ملازمین) کی زیادہ سے زیادہ تنخواہ ۷۰ روپے تھی۔

معلوم ہوا ہے کہ یہ کتے ہزاروں روپے میں فروخت ہوتے۔ ان میں عمدہ اور اچھی نسل کا ولائتی کتا لاہور کے کرنل شبیر علی نے چار ہزار روپے کا خریدا ہے۔

ان نوابوں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے کتے اور داشتائیں بخیر رہیں۔ ان کی عیش سامانیوں اور رنگ رلیوں میں بدمزگی نہیں پیدا ہونی چاہیے۔

اچھا کیا ہماری انقلابی حکومت نے ایسے کئی رنگیلے نوابوں جاگیرداروں اور خانقاہوں کے متولیوں اور مجاوروں کو یک بینی و دو گوش نکال باہر کیا۔

پتھروں کی بارش

چند برس گزرے کہ قلعہ عبداللہ اور پشین کے درمیان واقع کلک گاؤں پر آسمان سے پتھر گرے جس سے گاؤں کے لوگ بھاگنے لگے۔ بتایا جاتا ہے کہ اس وقت آسمان پر کالا دھوآں چھا گیا۔ اس کے بعد گڑگڑاہٹ کی مہیب آوازیں سنائی دیں اور آسمان سے کوئی ڈیڑھ ڈیڑھ سیر وزن کے تین چار پتھر گرے جو کالے رنگ کے جلے ہوئے پتھر معلوم ہوتے تھے۔ ان پتھروں کو پشین کے سول حکام نے قبضہ میں لے لیا ہے اور انہیں معائنے کے لیے بھیج دیا گیا ہے۔

غور فرمایا۔ آپ نے؟

جس ملک کے باشندے اور جس قوم کے افراد میں ایسے بھی ہوں کہ وہ ان قبرستانوں کو معصوم اور بے بس عورتوں کی عصمت دری کا اڈہ بنا لیں جن میں کہ ایک دن انہوں نے خود مٹی کا ڈھیر بننا ہے اور جن قبرستانوں کے بارے میں اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ تم موت کو یاد کرنے کے لیے قبروں کو بار بار دیکھا کرو۔

اگر قوم کے ایسے افراد کے سامنے آسمانوں سے پتھروں کی بارش نہ ہو تو اور کیا ہو؟

عزمِ ملتان

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب مؤرخہ ۴ ستمبر بروز پیر جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی جنرل کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لیے ملتان تشریف لے جائیں گے احباب مطلع رہیں۔

بقیہ :- خطبہ جمعہ

خوف اور لالچ کی تمام تدابیر اختیار کریں گی اور آوازہ حق کو دبانے کے لیے ظلم و استبداد کے تمام طریقے استعمال میں لائیں گی ان حالات میں حق پر قائم رہنے اور باطل کے عزائم خاک میں ملا دینے کے لیے ایک ہی ہتھیار کارگر ثابت ہو سکتا ہے وہ ہے صبر۔ یعنی حق و صداقت کی راہ میں مصائب مشکلات خندہ پیشانی سے برداشت کرنا اور باطل کے مقابلہ میں ڈٹ جانا، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کو صحیح طور پر سمجھنے اس کی تبلیغ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے (آمین)

اپیل و تعارف
مدرسہ تعلیم الاسلام جنوں موم

مدرسہ تعلیم الاسلام جامع مسجد نور رجسٹرڈ جنوں موم تحصیل و ضلع سیالکوٹ عرصہ پندرہ سال سے دینی خدمت میں مصروف ہے آج تک ۳۶ طلبہ قرآن مجید حفظ کر چکے ہیں اور طالبات کا علیحدہ انتظام ہے انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ گرد و نواح کی بستیوں میں قرآن مجید پڑھانے کا انتظام کیا جاوے گا اسی لیے موضع اکبرآباد میں ایک شاخ جاری کر دی گئی ہے عنقریب مزید شاخیں جاری کی جائیں گی (انشاءاللہ) مدرسہ ہذا میں ایک سو ساٹھ طلبا اور طالبات پانچ مدرسین کی زیر نگرانی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بیرونی طلبہ بھی ہیں جن کے جملہ اخراجات بذمہ مدرسہ ہیں۔ مدرسہ کی عمارت ناکافی ہے عمارت کے لیے تین کنال چھ مرلہ قطعہ اراضی حاصل کر لی گئی ہے۔ عمارت تیار ہونے پر درجہ تجوید و کتب جاری کر دیا جائے گا۔ مدرسہ کے سالانہ اخراجات دس ہزار روپے کے قریب ہیں جو عام مسلمانوں کی امداد سے پورے کیے جاتے ہیں۔ مدرسہ کا حساب باقاعدہ لکھا جاتا ہے اور آڈٹ کرایا جاتا ہے گزشتہ سال کی رپورٹیں درج ذیل ہیں :

رپورٹ محاسب انجمن : مدرسہ تعلیم الاسلام جامع مسجد نور رجسٹرڈ جنوں موم ضلع سیالکوٹ کا حساب آمد و خرچ بابت سال ۹۱-۱۳۹۰ھ پڑتال کیا مدرسہ کے حساب کی کیفیت نہایت تسلی بخش ہے۔

چراغ الدین فاروق ایم اے آنا مئی فارسی سی کام ایم پی ایف (لندن)

رپورٹ آڈیٹر : مدرسہ تعلیم الاسلام جامع مسجد نور جنوں موم ضلع سیالکوٹ کا تین سالہ حساب باختتام ۳۰ رمضان ۱۳۹۱ھ مدرسہ ہذا کی کتابوں اور دیگر ریکارڈ جو ہمیں مہیا کیے گئے کے مطابق پڑتال کیا اور درست پایا

(محمد نسیم اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنس)

لہٰذا اپیل ہے کہ زکوٰۃ و صدقات ادا کرتے وقت مدرسہ کو یاد فرما لیا کریں امدادی رقوم مدرسہ کا حساب ٹریڈرز کوآپریٹو بنک لمیٹڈ سیالکوٹ میں ۹۱۴ کھلا ہوا ہے اس میں جمع کرا دیں یا درج ذیل پتہ پر ارسال کریں

عبدالرحمٰن مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام جامع مسجد نور (رجسٹرڈ)

جنوں موم ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع سیالکوٹ

2876

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لیے کتاب کی دو جلدیں دفتر میں آنا ضروری ہیں

شراب خانہ خراب

مرتب : خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل صاحب
ناشر : مکتبہ اشاعت اسلام جامع مسجد قلعہ گوجر سنگھ عبدالکریم روڈ، لاہور

دینی حلقوں میں مولانا محمد اجمل صاحب معروف اور مقبول شخصیت ہیں۔ علماء کرام میں وہ اپنا ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے شراب کی مضرتوں اور اس کے دینی، اخلاقی اور سیاسی نقصانات کے تمام پہلوؤں کے بارے میں نہایت جامع معلومات "شراب خانہ خراب" کے عنوان سے ایک کتابچے میں جمع کر دی ہیں۔

اس کتابچے کے بعض عنوانات مثلاً "شراب قرآن کی نظر میں" "شراب نگاہِ نبوی میں"، "ایک تاریخی واقعہ" "شراب صحابہ کرامؓ کی نظر میں" "شراب نوشی کا عظیم نقصان" "شراب نوشی کی سزا عہدِ صحابہؓ میں" وغیرہ خصوصیت کے ساتھ مطالعہ کے لائق ہیں۔

کتابچے کا انتساب مجاہدِ ملت حضرت مولانا مفتی محمود وزیراعلیٰ سرحد کے نام ہے جنہوں نے برسرِ اقتدار آتے ہی شراب نوشی اور اس کی خرید و فروخت وغیرہ تمام صورتوں کو خلافِ قانون قرار دے دیا۔

یہ کتابچہ کتابت، طباعت اور ترتیب کے اعتبار سے معیاری ہے۔

درسِ حدیث

پانچ صد منتخب احادیث مع ترجمہ و تشریح
ناشر : ادارہ اصلاح و تبلیغ آسٹریلین بلڈنگ میکلوڈ روڈ لاہور

درسِ حدیث کے عنوان سے پانچسو احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ایک جامع کتاب شائع کی گئی ہے اس کتاب کی ترتیب و تدوین کے لیے ادارہ اصلاح و تبلیغ نے باقاعدہ ایک بورڈ کی تشکیل دی جس میں مولانا خواجہ عبدالحی فاروقی (مرحوم) مولانا حافظ مرغوب احمد توفیق، حاجی عبدالواحد اور حافظ نذر محمد شامل ہیں۔

درسِ حدیث بورڈ نے رضاءِ الٰہی، حضرت رسالتمآبؐ، کتاب اللہ اور سنتِ نبوی، اسلام اور مسلم، ایمان اور مومن، عبادات اور ارکانِ اسلام، قتال و جہاد، تبلیغ، علم اور علماء، سیاست و قیادت، اسلامی معاشرہ، حقوق ہمسایہ، اخلاق حسنہ، خوش کلامی و خوش اخلاقی، چند اخلاقی خوبیاں اور برائیاں، گناہ کے کام، فتنہ و فساد، مختلف ادوار اور متفرق دعاؤں اور دیگر عنادین پر مشتمل جامع احادیث منتخب کر کے اس کتاب میں شامل کی ہیں۔

ادارہ صلاح و تبلیغ کی یہ محنت و کاوش لائق تحسین ہے۔ امتِ مسلمہ کی فکری و نظری اصلاح کے لیے درسِ حدیث ایک مؤثر کوشش ہے اس سے تمام اہلِ اسلام کو استفادہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس خدمتِ دین و ملت کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

بچوں کا صفحہ

شبیر احمد شاہد

پڑوسیوں کے حقوق

اچھے بچو! آج میں تم کو پڑوسیوں کے حقوق کے متعلق کچھ بتانا چاہتا ہوں۔

اکثر بچوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو طرح طرح سے تنگ کرتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں، ان کے بچوں کو مارتے پیٹتے ہیں اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر پڑوسیوں کے گھر میں تانک جھانک کرتے ہیں، اینٹ پتھر پھینکتے ہیں دروازے پر کوڑا کرکٹ پھینک دیتے ہیں۔ یہ کبھی خیال نہیں کرتے کہ چھت پر چڑھنے سے ہمسایہ کی بہو بیٹی کی بے پردگی ہوگی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کے حقوق کے متعلق بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ یعنی پڑوسیوں کا احترام کرے، ان کے ساتھ احسان کا معاملہ رکھے۔ یعنی جس چیز کے وہ محتاج ہوں اس میں ان کی مدد کرے اور ان کے متعلق تمام برے خیالات سے بچے۔

ایک حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جانتے ہو پڑوسی کا کیا حق ہوتا ہے اگر وہ تم سے مدد چاہے اس کی مدد کرو۔ اگر قرض مانگے تو قرض دو۔ اگر محتاج ہو تو اس کی مدد کرو۔ اگر بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرو۔ اگر مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ اگر اس کو خوشی حاصل ہو تو مبارک باد دو۔ اگر مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو۔ بغیر اس کی اجازت کے اس کے مکان سے اونچا مکان نہ کرو۔ جس سے اس کے گھر کی بے پردگی ہو اگر تو کوئی پھل خریدے تو ان کو بھی دے۔ اگر تم ایسا نہ کر سکو تو اس پھل کو اسی طرح چھپا کر گھر میں لاؤ کہ وہ نہ دیکھیں اور اس کو تیرے بچے پڑوسیوں کے بچوں کے سامنے نہ کھائیں۔ تاکہ پڑوسی کے بچوں کا دل رنجیدہ نہ ہو۔ اپنے گھر کے دھوئیں سے ان کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔

ایک حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا۔ خدا کی قسم مومن نہیں ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ حضورؐ! کون؟ فرمایا جس کا پڑوسی اس کی مصیبتوں اور بدیوں سے مامون نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں حضرات حضورؐ کا ارشاد گرامی نقل فرماتے ہیں۔ کہ جبرئیلؑ مجھے پڑوسی کے بارے میں اس قدر تاکید کرتے رہے ہیں کہ مجھے ان کی ان تاکیدوں سے یہ گمان ہوا کہ پڑوسی کو وارث بنا کر رہیں گے۔

حسن بصریؒ سے کسی نے پوچھا کہ پڑوس کہاں تک ہے؟ فرمایا کہ چالیس مکان آگے کی جانب، چالیس پیچھے کی جانب، چالیس دائیں جانب، چالیس بائیں جانب۔

حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا گیا کہ دور کے پڑوسی سے ابتدا نہ کی جائے بلکہ پاس کے پڑوسی سے کی جائے۔

حضرت عائشہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے دو پڑوسی ہیں۔ کس سے ابتدا کروں؟ فرمایا جس کا دروازہ تیرے دروازے سے قریب ہو۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ پاس کا پڑوسی وہ ہے جس سے قرابت ہو اور دور کا پڑوسی وہ ہے جس سے قرابت نہ ہو۔

نوف شامی سے نقل کیا گیا کہ پاس کا پڑوسی مسلمان پڑوسی ہے اور دور کا پڑوسی یہود و نصاریٰ (یعنی غیر مسلم)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پڑوسی تین طرح کے ہیں۔ ایک وہ جن کے تین حق ہوں (۱) پڑوس کا حق (۲) رشتہ داری (۳) اسلام کا حق۔

دوسری قسم وہ ہے۔ جس کے دو حق ہوں پڑوس کا حق اور اسلام کا حق۔

تیسری قسم وہ ہے جس کا ایک ہی حق ہو۔ وہ غیر مسلم پڑوسی ہے۔

پڑوس کے تین درجے ترتیب وار ہو گئے اور اس حدیث میں محض پڑوسی ہونے کی وجہ سے مشرک کا حق بھی مسلمان پر قائم فرمایا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت کا حال بیان کیا گیا کہ وہ روزے بھی کثرت سے رکھتی ہے، تہجد بھی پڑھتی ہے۔ لیکن اپنے پڑوسیوں کو ستاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ جہنم میں داخل ہوگی (چاہے پھر سزا بھگت کر نکل آئے)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ پڑوس کا حق صرف یہی نہیں کہ اس کو تکلیف نہ دی جائے بلکہ یہ ہے کہ اس کی تکلیف کو برداشت کیا جائے۔

حضرت ابن المقفع اپنے پڑوسی کی دیوار کے سائے میں اکثر بیٹھ جاتے تھے۔ ان کو معلوم ہوا کہ ان کے ذمہ کچھ قرض ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اپنا گھر فروخت کرنا چاہتا ہے فرمانے لگے کہ ہم ہمیشہ ان کے گھر کے سائے میں بیٹھے مگر اس کے سائے کا حق ہم سے کچھ بھی ادا نہ ہوا۔ یہ کہہ کر اس کے گھر کی قیمت اس کو دے دی۔ اور فرمایا کہ تم کو قیمت وصول ہو گئی اب اس کو فروخت کرنے کا ارادہ نہ کرنا۔

حضرت ابن عمرؓ کے غلام نے ایک بکری ذبح کی۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جب اس کی کھال اتار لو تو سب سے پہلے اس کے گوشت میں سے میرے یہودی پڑوسی کو دینا۔ کئی مرتبہ یہی فرمایا۔ غلام نے عرض کیا کہ آپ کتنی مرتبہ یہی فرمائیں گے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ مجھے جبرئیلؑ بار بار پڑوسی کے متعلق تاکید فرماتے رہے۔ اس لیے میں بھی بار بار کہہ رہا ہوں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مکارم اخلاق دس چیزیں ہیں۔ بسا اوقات یہ چیزیں بیٹے میں ہوتی ہیں، باپ میں نہیں ہوتیں۔ غلام میں ہوتی ہیں آقا میں نہیں ہوتیں۔ حق تعالیٰ کی عطا ہے جس کو چاہے دے دے۔ (۱) سچ بولنا (۲) لوگوں کے ساتھ سچائی سے معاملہ طے کرنا (۳) سائل کو عطا کرنا (۴) احسان کا بدلہ دینا (۵) صلہ رحمی کرنا (۶) امانت کی حفاظت کرنا (۷) پڑوسی کا حق ادا کرنا (۸) ساتھی کا حق ادا کرنا (۹) مہمان کا حق ادا کرنا (۱۰) حیا کرنا یہ سب کی جڑ اور اصل اصول ہے

بقیہ: علم الحدیث

یہ شرطیں سب یا کچھ کم یا فوت ہو گئیں گر اور سندوں سے بھی یہ روایت آ رہی ہے اور اس کمزوری کی تلافی ہو رہی ہے تو وہ حسن لغیرہ ہے اگر یہ تلافی نہ ہو تو پھر وہ ضعیف ہے جو احکام میں معتبر نہیں فضائل میں معتبر ہے۔

اور اگر خود راوی کے اقرار سے حدیث میں کذب ثابت ہو جائے یا قرائن قویہ سے ثابت ہو جائے خواہ حدیث میں ایسا کر جانا ساری عمر میں ایک بار کا ہی ثابت ہو جائے تو یہ حدیث موضوع کہلاتی ہے گی اور ہرگز کبھی بلکہ بعد توبہ بھی اس کی کوئی روایت قبول نہ ہوگی۔ نہ اس پر عمل جائز نہ بغیر موضوع کہے اس کو نقل کرنا جائز محدثین کرام نے ایسی ایسی حدیثوں کو الگ کر کے موضوعات کے نام سے کتابیں جمع کر رکھی ہیں اب بعض بے دین لوگوں کا یہ کہنا کہ حدیثیں موضوع بھی ہوتی ہیں۔ اس لئے سب ناقابل اعتبار ہیں۔ ایسا دھوکہ ہے جیسے کوئی کہہ دے آدمی مخنث بھی ہوتے ہیں۔ لہٰذا سب مخنث اور ناقابل ہیں اور اگر حدیث میں اس کا کذب ثابت نہیں مگر دوسری بات میں ہے یا اس کی

یہ حدیث اسلام کے اصول کے خلاف واقع ہوتی ہے تو یہ متروک ہے جو توبہ وصلاحیت کے بعد قبول ہو سکتی ہے اس کے قبول نہیں۔

ٹیلیفون نمبر	The Weekly "KHUDDAMUDDIN"	رجسٹرڈ ایل نمبر
٦٧٥٤٥	LAHORE (PAKISTAN)	٦٠٤٧

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (١) لاہور ریجن بذریعہ چھٹی نمبری G/٢١/١٩٣٢١ مورخہ ٣ مئی ١٩٥٦ء (٢) پشاور ریجن بذریعہ چھٹی نمبری T.B.C ٢٢٧-٢٣٨١ مورخہ ٧ ستمبر ١٩٥٦ء
(٣) کوئٹہ ریجن بذریعہ چھٹی نمبری ٢٠٧٦٧/٩/٢٩-D.D.9 مورخہ ٢٤ اگست ١٩٦٤ء (٤) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G.M/٤٠-١٥٣١٠ مورخہ ٣ مارچ ١٩٦٧ء



شیخ الاسلام
حضرت مولانا
سید حسین احمد مدنی
رحمۃ اللہ علیہ
کی یاد میں

- آسمان رشد و ہدایت کا وہ درخشندہ ستارہ، جس کی ضیاء پاشیوں سے ظلمت کدۂ ہند میں زہد و تقویٰ اور مجاہدہ و ریاضت کی روشنی پھیلی!
- عظمت و کردار کا وہ پیکر عظیم۔ جس کی شرافت و دیانت کا اعتراف خود مخالفین نے کیا!
- علم و فضل کا وہ بحر بے کراں۔ جس کی روانی سے عرب و عجم یکساں سیراب ہوئے!
- تحریک آزادی کا وہ قائد جلیل۔ جس نے فرنگی سامراج کا تختہ الٹنے میں اہم کردار پیش کیا!
- وہ زاہد و متقی اور محدث و خطیب۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی تبلیغ و اشاعت جس کی زندگی کا پاکیزہ مشن تھا!

شیخ الاسلام السید مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز — کی زندگی کے حالات و واقعات پر ایک مستقل معلوماتی کتاب
— آپ کے نادر خطوط کا عکس، معروف اور نامور اہل قلم کے غیر مطبوعہ مضامین
— تاریخ اشاعت کا انتظار فرمائیے!



عکسی طباعت سے مزین

دیدہ زیب — نیا حاشیہ — رنگین

تین سال کی محنت شاقہ اور زر کثیر کی لاگت کے بعد شائع ہوا

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ: (مجلد) ٨ روپے مکینیکل گلیز کاغذ

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔ فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔ وی۔ پی نہیں بھیجا جائے گا۔ تاجران رعایت کے لیے لکھیں

دفتر انجمن خدام الدین اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

ایک زیر ترتیب کتاب کیلئے

معلومات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی کی سیاسی خدمات

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک آزادی میں کیا اہم خدمات انجام دیں اور استخلاص وطن کی خاطر آپ نے کن کن جیل خانوں میں قید و بند کے مصائب برداشت کئے؟

اور

کن بزرگوں کی رفاقت میں جیل کے دن گزارے؟

اس موضوع پر آپ کے پاس معلومات ہوں، یا حضرت شیخ کے خطوط ہوں تو براہ کرم ادارہ کے نام ارسال کریں! خطوط عکس لیکر واپس کر دیئے جائیں گے۔

مجاہد الحسینی — (مدیر خدام الدین)